عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

۱۲
ذوالحجہ
۱۴۱۸ھ
اپریل
۱۹۹۸ء

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن العزیز الحکیم

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن

رسول اللہ وخاتم النبیین (الاحزاب)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

بیاد

مجاہد ختم نبوت

حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ ۱۲/۱/۴۷

قیمت فی شمارہ ۱۰ روپے

سالانہ ۱۰۰ روپے

بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی

زیر سرپرستی

خواجۂ خواجگان
حضرت مولانا خان محمد مدظلہ

پیر طریقت
حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

نگران اعلیٰ

فقیہ العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ

چیف ایڈیٹر

صاحبزادہ طارق محمود

سب ایڈیٹر

حافظ احمد عثمان شاہد ایڈووکیٹ

سرکولیشن مینجر

رانا محمد طفیل جاوید

مینجر

قاری محمد حفیظ اللہ

مجلس منتظمہ

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ

صاحبزادہ حافظ محمد عابد ○ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد

مولانا مفتی محمد جمیل خان ○ مولانا بشیر احمد

مولانا محمد اکرم طوفانی ○ مولانا جمال اللہ الحسینی

مولانا خدا بخش شجاع آبادی ○ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا مفتی حفیظ الرحمان ○ مولانا احمد بخش

مولانا محمد نذر عثمانی ○ مولانا غلام حسین

مولانا فقیر اللہ اختر ○ چوہدری محمد اقبال

مولانا قاضی احسان احمد ○ مولانا غلام مصطفیٰ

رابطہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان

☎ 061 514122
Fex : 061 542277

ناشر:۔ صاحبزادہ طارق محمود، مطبع: تشکیل زیر پرنٹرز ملتان، مقام اشاعت:۔ جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آئینہ

پختونخواہ نام کے مضمرات..............................اداریہ ۳

فلسفہ قربانی..............................صاحبزادہ طارق محمود ۱۰

بسنت اور حکومت..............................محمد متین خالد ۱۸

خطرناک مجرموں کی قادیانی سرپرستی..............................علامہ ابوٹیپو الازہری ۱۹

علامہ اقبال اور قادیانی تحریک..............................ساجد اعوان ۲۱

خطبہ حجتہ الوداع..............................ڈاکٹر لیاقت علی خاں نیازی ۲۵

میں بھی حاضر تھا وہاں..............................ایڈیٹر کے قلم سے ۳۰

نعت.............................. ۳۶

جماعتی سرگرمیاں..............................ادارہ ۳۸

تبصرہ کتب..............................ادارہ ۴۵

اداریہ

پختونخواہ نام کے مضمرات

پختونخواہ کا مسئلہ اب خواہ مخواہ کا مسئلہ بن گیا ہے۔ وزیر اعظم نواز شریف اپنے رفقا سمیت روٹھے یار کو منانے ولی باغ بھی گئے۔ لیکن اونٹ کسی کروٹ بیٹھتا نظر نہیں آتا۔ قوم نے دونوں رہنماؤں کی بغلگیری کا تصویری منظر ٹیلی ویژن پر دیکھا۔ وزیر اعظم اور عبدالولی خان کے جسم تو ملے لیکن دونوں کے دل نہ مل سکے۔ شنید ہے۔ کہ عوامی نیشنل پارٹی کے رہنما کھنچے کھنچے سے رہے۔ اس موقع پر انہوں نے کسی گرم جوشی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ دونوں سابقہ حلیف جماعتوں کی کھینچا تانی میں اب چاہ کا رشتہ تقریباً "ٹوٹ چکا ہے۔

کچھ وہ کھنچے کھنچے رہے کچھ ہم تنے تنے
اسی کشمکش میں ٹوٹ گیا رشتہ چاہ کا

پختونخواہ کے مسئلہ پر اے این پی کے رہنماؤں نے ہٹ دھرمی اختیار کر رکھی ہے۔ حالیہ مذاکرات سے قبل بھی دونوں فریقین کے مابین مذاکرات کا ایک ناکام دور ہو چکا ہے۔ صوبہ سرحد کے نئے نام پر حکومتی جماعت اور اے این پی کے درمیان اختلافات حالیہ آئینی بحران کی گرد بیٹھنے کے بعد شدت اختیار کر گئے۔ تند و تیز بیانات نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ بالآخر دونوں جماعتوں نے ۹ سالہ رفاقت کے بعد علیحدگی اختیار کر لی۔ اے این پی کے رہنما یہ کہتے ہوئے ایوان اقتدار سے نکل آئے۔

تعارف روگ ہو جائے تو اس کو بھولنا اچھا
تعلق بوجھ بن جائے تو اس کو توڑنا اچھا

صوبہ سرحد کا نام برطانوی سامراج کا ورثہ ہے۔ جسے شمال مغربی سرحدی صوبہ کا نام دیا جاتا رہا۔ بعد ازاں اسی نام سے منسوب کر دیا گیا۔ ماضی میں اسی نام پر اعتراضات تو ضرور ہوتے رہے۔ لیکن گزشتہ ۵۰ برسوں میں نام کی تبدیلی کے حوالہ سے کبھی اس شدت سے مطالبہ نہیں کیا گیا۔ کوئی بات بھی حرف آخر نہیں ہوتی۔ لوگ پیدائشی نام بھی تو تبدیل کر دیتے ہیں۔ صوبہ سرحد کا نیا نام صوبہ بھر کے لوگوں کی خواہش اور مرضی سے ہی تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ کسی مخصوص گروہ کی طرف سے ٹھونسا جانے والا نام سیاسی جمہوری اور اخلاقی طور پر بھی درست نہیں۔ اے این پی کے رہنما لسانی بنیاد پر نیا نام رکھنے پر بضد ہیں۔ ان رہنماؤں کو چاہیے کہ وہ صوبہ سرحد کے جغرافیائی محل وقوع' اس کی تہذیب و ثقافت' تاریخی مقامات کو بھی مد نظر رکھیں۔ صوبہ سرحد کا جنوبی حصہ سرائیکی ہے۔ جبکہ شمال مشرق میں ہزارہ کا علاقہ ہے۔ جہاں "ہندکو" بولی جاتی ہے معتبر روایات کے مطابق دارالحکومت پشاور کے باشندے بھی درحقیقت پختون نہیں بلکہ "ہندکو" بولنے والے ہیں۔ پشاور کے

مضافات' ایجنسیاں' اور مغربی سرحدی علاقے کو خالصتاً "پختون علاقہ کہا جا سکتا ہے۔ صوبہ سرحد میں زیادہ تر چار زبانیں بولی جاتی ہیں۔ افغان مہاجرین کی آمد اور کثرت کے باعث اب تو فارسی بھی صوبہ سرحد کی ایک زبان کہلا سکتی ہے۔ جس زبان کی بنیاد پر خان عبدالولی خان صوبہ سرحد کا نام پختونخواہ رکھنے پر مصر ہیں۔ وہ زبان صوبہ سرحد میں بولی ہی کتنی جاتی ہے؟ میدانی' کوہستانی' سواتی پشتو زبان میں زمین آسمان کا فرق ہے صرف سوات کے علاقہ میں دو چار طرح کی پشتو بولی جاتی ہے اور وہ لوگ ایک دوسرے کی پشتو نہیں سمجھ پاتے۔ چترال کے علاقہ کی زبان اس کے علاوہ ہے۔ سرائیکی پٹی اور ہزارے کے پورے علاقے میں ہندکو عام بولی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان علاقوں میں صوبہ سرحد کے لئے نئے نام پختونخواہ کی شدید مخالفت کی جارہی ہے۔ لسانی بنیاد پر رکھے گئے ایسے نام پر صوبہ کے دوسرے علاقوں کے شہریوں کو نظرانداز کرنا ان کی حق تلفی کے علاوہ انہیں احساس محرومی میں مبتلا کرنے کے مترادف ہوگا۔ ان کی رائے کا احترام کئے بغیر نام کی تبدیلی مستقبل میں کئی بحرانوں اور طوفانوں کا پیش خیمہ ثابت ہوسکتی ہے۔

صوبے کے نام کی تبدیلی کسی شخص' گلی' محلے' یا شہر کے نام کی تبدیلی کی طرح نہیں۔ صوبہ کے نام کی تبدیلی ان سے یکسر مختلف' نوعیت کی حامل ہے۔ صوبہ ثانوی ملک کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کا نام صوبے کی تہذیب' ثقافت' اور جغرافیائی محل وقوع کی غمازی کرتا ہے۔ پنجاب کا نام اس لئے پنجاب نہیں کہ یہاں پنجابی زبان بولی جاتی ہے۔ پنجاب کا نام پنج آب یعنی پانچ دریاؤں کی بناء پر رکھا گیا ہے۔ سندھ کا نام سندھ اس لئے نہیں۔ کہ وہاں سندھی زبان بولی جاتی ہے۔ سندھ کا نام دریائے سندھ کی وجہ سے رکھا گیا ہے۔ جو پورے صوبے کو سیراب کرتے ہوئے اسی صوبہ میں ختم ہوجاتا ہے۔ صوبہ سندھ کا سابقہ نام وادی مہران تھا۔ دریائے سندھ کا پہلا نام مہران تھا۔ چنانچہ دریا کے نام پر صوبے کے نام کی تبدیلی معرض وجود میں آئی۔ زبان کی بنیاد پر رکھے گئے نام سے علاقائی و لسانی تعصبات کے جو فتنے سر اٹھائیں گے۔ صوبہ سرحد کے علاوہ باقی صوبوں کا متاثر ہونا ایک فطری عمل ہے۔ اپنے دروازے کی دہلیز پر جھاڑی جانے والی بوری کی گرد اڑوس پڑوس کے گھروں کے صحنوں میں پہنچ جایا کرتی ہے۔ زبان کے معاملہ میں صوبہ سرحد جن پیچیدگیوں کا شکار ہے۔ ملک کے باقی صوبے بھی اسی مشکل سے دوچار ہیں۔ ایسی صورت حال کے پیش نظر صوبہ سرحد کا نام پختونخواہ فتنہ انگیزی کا باعث بنے گا۔ اس وقت سرحد میں پوٹھواری صوبہ' چترالی صوبہ' صوبہ ہزارہ کی تحریکیں جاری ہیں۔ گلگت کو ایک مخصوص اسٹیٹ بنائے جانے کی راہیں عملاً" ہموار کی جاچکی ہیں۔ پنجاب سے متعلق بھی آوازیں اٹھ رہی ہیں۔ کہ اس کے مزید صوبے بنا دیئے جائیں۔ سرائیکی صوبے کا مطالبہ تو دن بدن شدت اختیار کررہا ہے۔ سندھ میں علیحدگی کی خطرناک تحریکیں بدستور موجود ہیں۔ عظیم بلوچستان کا منصوبہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں۔ ایک مخصوص نام کی تبدیلی صوبہ سرحد کے علاوہ باقی صوبوں کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی ایک خوفناک

سازش ہے۔

پختونخواہ ایسی دو دھاری تلوار کا نام ہے جو صوبوں کی سالمیت کے علاوہ کشمیر کی جغرافیائی ہیئت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچانے کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ شمالی علاقہ جات جن میں سکردو، گلگت، شنگریلا وغیرہ شامل ہیں۔ فاٹا کی طرح انہیں قومی اسمبلی میں نمائندگی حاصل نہیں۔ ان علاقہ جات کو کشمیر کا حصہ قرار دیا جاتا ہے۔ یہ علاقہ اگرچہ پاکستان میں شامل نہیں لیکن تہذیبی، ثقافتی، اور مذہبی اعتبار سے پاکستان سے جدا بھی نہیں۔ بین الاقوامی سطح پر بعض طاقتیں کشمیر کی تقسیم کا فیصلہ کرچکی ہیں۔ یہ اسی وقت ممکن ہے جب پورے صوبے سرحد کو شکست وریخت کے عمل سے دوچار کردیا جائے یہاں دلچسپی رکھنے والی طاقتوں کی منشاء ہے کہ یہ علاقے کشمیر میں شامل ہوں نہ پاکستان میں بلکہ انہیں علاقائی اور لسانی بنیادوں پر الگ الگ اکائیوں میں تقسیم کردیا جائے۔ اس مقصد کی تکمیل کے لئے پورے خطے کے حصے بخرے کرنے کے لئے علاقائی ولسانی تعصب شرط اولین ہیں۔ پختونخواہ کا نام اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ بھارت کے حالیہ انتخابات اور پاکستان میں پختونخواہ کا مسئلہ کے تناظر میں غور کیا جائے تو بہت کچھ حاصل ہوتا ہے۔ بھارت کے عام انتخابات میں کوئی سیاسی جماعت واضح اکثریت حاصل نہیں کرسکی۔ صوبہ سندھ، سرحد اور بلوچستان کی طرح بعض چھوٹی جماعتوں کے اشتراک سے بھارت میں حکومت قائم ہوگی۔ اس شاخ نازک پہ بننے والی حکومت کا آشیانہ یقیناً" ناپائدار ہوگا جس کے نتیجے میں بھارت شدید سیاسی بحران کا شکار ہوسکتا ہے۔ بھارت کے بمقابل پاکستان میں حکومت کا وجود برقرار ہے اگر سازشیں نہ ہوں تو حکومت اتنی گئی گذری نہیں۔ ابھی تک حکومت کو کسی مضبوط اپوزیشن کا سامنا بھی نہیں ہے دونوں ملکوں میں حکومتی سطح پر توازن برقرار رکھنے کے لئے ضروری تھا کہ پاکستان میں کسی حساس ایشو کو چھیڑ کر حکومت کو متزلزل کیا جائے صوبہ سرحد میں اے این پی کی علیحدگی کے بعد حکومتی جماعت کو سندھ میں شدید دھچکا لگنے کا امکان ہے۔ ایم کیو ایم والوں کے تیور بھی بدلے بدلے نظر آتے ہیں دو صوبوں میں پیدا ہونے والا سیاسی عدم استحکام کیا حکومتی جماعت کے زوال کا باعث نہیں بنے گا؟ یہی فکر مندی وزیر اعظم کو خان عبدالولی خان کے دروازے کی دہلیز پر لے جاتی ہے اور انہیں ایک بے وفا اور بے مروت انسان کو گلے لگانے پر مجبور کرتی ہے۔ پاکستان کے سیاسی جمہوری نظام کو بھارت کی سطح پر لانے کی سازش میں پختونخواہ کا نازک مسئلہ چھیڑ کر خان عبدالولی خان اور ان کے رفقاء نے درپردہ بھارت کی خدمت سرانجام دے کر حق نمک ادا کیا ہے۔ کیا اس حقیقت سے انکار کیا جاسکتا ہے۔ کہ نہرو سے گجرال تک بھارت کے ہر سربراہ اور حکومت نے سرکاری طور پر انہیں شرف پذیرائی نہیں بخشا۔ وہ ہر بھارتی حکومت کی (Good book) میں رہے ہیں۔ ان کے روابط اور تعلقات میں کبھی فرق نہیں آیا۔

اے این پی کے رہنماؤں نے پختونخواہ نام کے ضمن میں ذرہ برابر بھی لچک کا اظہار نہیں کیا۔ اجمل خٹک کا کہنا ہے کہ یہ ہماری زندگی موت کا مسئلہ ہے۔ محترمہ نسیم ولی خان کا گلہ ہے مسئلہ نام کا نہیں، صوبائی خود

مختاری کا ہے۔ گذشتہ نو برس اور بالخصوص حکومتی شراکت کے دنوں میں خود مختاری میٹھی نیند سوئی رہی۔ اقتدار سے باہر آتے ہی صوبائی خود مختاری کی آنکھ کھل گئی اور اس کی یاد ستانے لگی۔ اب جبکہ مختلف سیاسی جماعتوں کے قائدین نے اس امر سے اتفاق کیا ہے کہ سرحد کا نیا نام صوبہ بھر کے عوام کی پسند اور رائے کے مطابق رکھنے میں کوئی حرج نہیں۔ عوامی نیشنل پارٹی کے رہنماؤں کو اس موقع سے فائدہ اٹھانا چاہیے لیکن محسوس ہوتا ہے کہ یہ رہنما صوبہ سرحد کا نام تبدیل کرنے میں مخلص ہی نہیں اگر وہ اس مقصد میں مخلص ہوتے۔ تو ایک متنازعہ اور اختلافی نام پر اڑنے کی بجائے متبادل نام پیش کرکے اس قضیے کو چکا دیتے۔ صوبہ سرحد کے لئے مختلف حلقوں کی جانب سے بے شمار نام تجویز ہوئے ہیں۔ صوبہ سرحد کے تاریخی درہ خیبر کے نام پر "خیبرستان" اور صوبہ خیبر نام سیاسی حلقوں نے تجویز کئے ہیں۔ گندھارا نام پر اختلاف ہوسکتا ہے۔ کیونکہ یہ نام تاریخی بنا پر اختیار تو کیا جاسکتا ہے۔ لیکن یہ اس حصہ تک محدود ہے جہاں "ہندکو" زبان بولی جاتی ہے۔ جس طرح پنجاب پانچ دریاؤں کے نام سے موسوم ہے۔ اسے پانچ دریاؤں کی سرزمین بھی کہا جاتا ہے۔ اسی طرح صوبہ سرحد میں پانچ تاریخی درے بہت مشہور ہیں۔ ان تاریخی دروں کی نسبت سے صوبہ سرحد کا نام "**پنجدرہ**" بھی رکھا جاسکتا ہے۔ یہ پہاڑی سلسلے شمال میں کوہ ہندوکش سے لے کر جنوب میں کوہ سلیمان تک پورے صوبہ سرحد پر محیط ہیں۔ پاکستان کے سب سے بڑے دریا (سندھ) کا تاریخی اور روحانی نام اباسین ہے۔ یہ دریا پورے صوبے میں سے بہتا ہوا گزرتا ہے۔ صوبہ سندھ کا نام دریا کے نام پر ہے۔ تو پنجاب کا نام بھی دریاؤں کی نسبت سے ہے۔ اس لحاظ سے صوبہ سرحد کا نیا نام اباسین یا **پنجدرہ** موزوں ترین نام ہیں۔ جو کم از کم پختونخواہ نام سے ہزار درجہ بہتر ہیں۔

خان عبدالولی خان اور ان کے خاندان نے تحریک آزادی میں بلاشبہ قابل قدر قربانیاں دی ہیں۔ انہوں نے ایوب خان کی آمریت اور ذوالفقار علی بھٹو کی فسطائیت کے خلاف کمال جگرداری کا مظاہرہ کیا۔ بدقسمتی سے قومی سیاست کے حوالہ سے ان کی ذات ہمیشہ متنازعہ اور مشکوک ہی رہی۔ جسمانی طور پر قدآور ہونے کے باوجود انہوں نے سیاسی قد کو صوبائی سطح سے اوپر نہیں ہونے دیا۔ ہم نہیں کہتے کہ میاں نواز شریف نے انہیں قومی دھارے میں شامل کرکے ان پر احسان کیا ہے یا اپنے ساتھ ظلم۔ پختونخواہ نام کے مسئلہ پر ان کے دماغ کی سوئی کا ایک جگہ رک جانا پریشان کن بھی ہے اور افسوس ناک..... آج صوبے کے نام پر اعتراض ہے۔ تو کل ملک کے نام پر بھی اعتراض کیا جاسکتا ہے۔ بہتر ہے کہ صوبہ سرحد کے نئے نام پر افہام و تفہیم سے کام لیا جائے۔ دیگر صورت میں ریفرنڈم کے ذریعہ نام کا انتخاب کیا جائے۔

60 ہزار سکولوں پر جاگیرداروں کا قبضہ

پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں محمد شہباز شریف نے کہا ہے۔ کہ پنجاب میں ۶۰ ہزار سکولوں کی جگھوں پر جاگیرداروں اور زمینداروں نے اپنے مویشی باندھ رکھے ہیں۔ اس بات کا انکشاف وزیر اعلیٰ پنجاب نے الحمرا میں یوم حمید نظامی کی تقریب کے موقع پر بھی کیا تھا۔ میاں صاحب اگر وسیع پیمانے پر تحقیقات کروائیں تو ہو سکتا ہے کہ اس تعداد میں اور زیادہ اضافہ ہو جائے۔ ایک محتاط اندازہ کے مطابق اگر ہر سکول میں پڑھنے والے بچوں کی تعداد کم از کم ۱۰۰ طالب علم تصور کی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ ۶۰ لاکھ نونہالان وطن کو تعلیم سے محروم رکھ کر قوم اور ملک سے غداری کی گئی ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے جو تعداد بیان کی ہے یہ صرف ایک صوبہ سے متعلق ہے۔ سندھ میں چونکہ جاگیرداروں کا عملاً ”راج“ ہے۔ اگر سندھ حکومت بھی اس کار خیر میں حصہ لے اور تحقیقات کروائی جائیں۔ تو یقیناً ”صوبہ سندھ میں بھی ہزاروں تدریسی ادارے بے نقاب ہونگے۔ جن پر جاگیرداروں‘ وڈیروں کے مویشی پل رہے ہوں گے۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ یہ بات اپنے بھائی وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے نوٹس میں لائیں اس طرح پورے ملک میں تمام صوبوں اور علاقوں میں چھان پھٹک کی جائے۔ اور تعلیمی اداروں کو ذاتی تصرف میں رکھنے والے قبضہ گروپ کے خلاف تادیبی کاروائی عمل میں لائی جائے۔ جاگیردار ایک مخصوص ذہنیت رکھتا ہے۔ جاگیردار نے اپنے علاقہ کو دستر خوان کی کھیر اور گھر کی جاگیر سمجھ رکھا ہے۔ اب بھی جاگیردار کی وہی ذہنیت ہے۔ اس کی سوچ میں کوئی فرق نہیں آیا۔ ورنہ پنجاب کی سطح پر ایسی صورتحال پیش نہ آتی۔ ہماری بدقسمتی کہ قیام پاکستان کے بعد جاگیردار طبقہ نے اتنی گرفت مضبوط کر لی کہ اقتدار پر عملاً ”ان کا قبضہ ہو گیا۔ ہر حکومت ان کی ہاتھ کی چھڑی اور جیب کی گھڑی رہی۔ جاگیرداروں کا ملکی سیاست پر عمل دخل کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان کے بغیر کابینہ حلف نہیں اٹھا سکتی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کے انکشاف کے بعد وزیر اعظم نواز شریف کی آنکھیں کھل جانا چاہئیں۔ یہ لوگ جنہیں جنگ آزادی میں غداری کے عوض جاگیریں ملیں یہ عنصر اور ذہن ملک اور قوم سے کس درجہ مخلص ہے؟ جنہوں نے نئی نسل کو تعلیم سے محروم رکھ کر اپنی انا کی تسکین کی۔ یہ لوگ کسی رعایت کے مستحق نہیں۔ وزیر اعلیٰ پنجاب صوبے کے حاکم اعلیٰ کی حیثیت سے یقیناً ”تحقیقات کروائیں گے۔ کہ ۶۰ ہزار سکولوں کا عملہ کاغذوں میں کس طرح تنخواہیں پاتا رہا ہے اور محکمہ تعلیم کے ناخدا کس حوصلے پر مدتوں یہ گھناؤنا کھیل کھیلتے رہے۔

صدر ایک اچھی مثال

صدر پاکستان محترم محمد رفیق تارڑ گذشتہ ۲۹ مارچ کو اپنے آبائی گاؤں پیرکوٹ تشریف لے گئے۔ اخباری

اطلاعات کے مطابق علاقہ بھر کے لوگوں نے ان کا والہانہ استقبال کیا۔ لوگوں کی خوشی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہر شخص نے نئے کپڑے پہن کر عید کی سی خوشی کا اظہار کیا۔ صدر مملکت سب سے پہلے آبائی قبرستان گئے۔ مسرت شادمانی کے اس موقع پر جناب صدر داغ مفارقت دینے والوں کو بھی نہیں بھولے۔ صدر صاحب بغیر پروٹوکول گھومتے پھرتے رہے اور عام لوگوں میں گھل مل گئے۔

اپنے آبائی گاؤں میں صدر محترم محمد رفیق تارڑ کا یہ پہلا دورہ تھا۔ ان کے اعزاز میں ایک تقریب کا اہتمام بھی کیا گیا تھا تقریر کے دوران صدر مملکت نے کہا اس گاؤں کا مجھ پر حق ہے اس کی فلاح و بہبود کے لئے جو کچھ ہو سکا میں کروں گا۔ اس موقع پر صدر پاکستان نے اپنے حصہ کی تین ایکڑ اراضی گاؤں والوں کو عطیہ کے طور پر دینے کا اعلان کیا صدر پاکستان نے درویش صفت ہونے کے ساتھ ساتھ اب ایثار صفت ہونے کا ثبوت بھی فراہم کر دیا ہے۔ انہوں نے بطور سربراہ مملکت ایک ایسی مثال قائم کی ہے جس پر جتنا فخر کیا جائے کم ہے۔ اے کاش ہمارے سابقہ سربراہان مملکت جن کے پاس سینکڑوں ایکڑ اراضی تھی چند قطعے زمین کے غریبوں کی نذر کر کے ایسی ہی مثال قائم کرتے تو کیا اچھا ہوتا۔ پاکستان کے اکثر سربراہ جاگیردار رہے ہیں۔ ایک سابق صدر اور وزیر اعظم کی سندھ میں اتنی زمین تھی کہ گاڑی کے کئی اسٹیشن گذرنے کے باوجود بھی ان کی اراضی ختم ہونے میں نہ آتی تھی۔

اسی طرح موجودہ صدر مملکت کے پیشرو بھی بہت بڑے جاگیردار تھے لیکن یہ تمام لوگ غریبوں اور ہاریوں کے لئے زبانی مرتے رہے ان سے ہمدردیاں جتلاتے رہے لیکن ان کی عملاً" مدد کرنے کی انہیں کبھی توفیق نہیں ہوئی۔ صدر مملکت رفیق تارڑ کے جذبہ حب الوطنی' خدا ترسی اور ان کے توکل کی بنا پر ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر ان کے پاس ان کے حصہ کی اراضی اس سے بھی زیادہ ہوتی تو وہ یقیناً" اسے بھی گاؤں والوں کی نذر کر دیتے۔ صدر مملکت نے اپنی استعداد کے مطابق ایک اچھی مثال قائم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں یقیناً" اس کی جزا دیں گے۔

ٹرینوں میں بم دھماکے

گذشتہ ماہ پے درپے ریل گاڑیوں میں بم دھماکوں نے ایک مرتبہ اضطراب وہیجان بپا کر دیا۔ پہلا دھماکہ فیصل آباد سے روانہ ہونے والی سپر ایکسپریس میں ہوا۔ اسی روز اسی وقت دوسرا دھماکہ شہر کے مرکز چوک گھنٹہ گھر کے نزدیک واقعہ ایک دوکان میں ہوا۔ ہڑتال کے باعث بازار بند تھے۔ اس لئے کوئی جانی نقصان نہ ہو سکا۔ دوسرا بڑا بم دھماکہ ۱۰ مارچ کو چلتن ایکسپریس میں چھانگا مانگا کے قریب ہوا۔ جس میں ۸ افراد ہلاک اور ۳۲ مسافر زخمی ہو گئے۔ اگلے ہی روز قصور سے لاہور آنے والی ٹرین دہشت گردی کا نشانہ بن گئی۔ والٹن اسٹیشن پر بم دھماکہ کے نتیجہ میں ۸ قیمتی جانیں ضائع ہوئیں۔ جبکہ ۴۸ افراد زخمی ہو گئے۔

تخریب کاری اور دہشت گردی کی وارداتوں کا لامتناہی سلسلہ ختم ہونے میں نہیں آتا ہر بم دھماکہ کے بعد حکومت اور انتظامی مشینری حرکت میں آتی ہے دو چار دن کی سرگرمی کے بعد پولیس اور متعلقہ ادارے پھر پرانی ڈگر پر لوٹ جاتے ہیں۔ تخریب کاروں کا طریقہ واردات بڑا (Perfect) ہے اور ان کا نیٹ ورک ان کے لحاظ سے کامیاب جارہا ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ ملک کے وسیع تر مفاد اور شہریوں کے مال وجان کی حفاظت کی خاطر نہ صرف ہنگامی حالت کا اعلان کرے بلکہ ملک کی تمام سرحدوں کو سیل کردیا جائے۔ پولیس اور مختلف ایجنسیوں کے لئے تربیتی سنٹر قائم کئے جائیں۔ حکومت کو چاہیے کہ تخریب کاری اور دہشت گردی سے نپٹنے کے لئے جزوقتی نہیں بلکہ مستقل بنیادوں پر لائحہ عمل مرتب کرے۔

میاں محمد یعقوب کا سانحہ ارتحال

جمعیت شبان اہل سنت گوجرانوالہ کے رہنما اور جمعیت علماء اسلام پاکستان کے رکن اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے ہمدرد میاں محمد اسماعیل اختر کے بھائی میاں محمد یعقوب کی وفات پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنماؤں جناب مولانا حکیم عبدالرحمٰن آزاد، حافظ بشیر احمد، حافظ محمد ثاقب، مولانا فقیراللہ اختر، حافظ محمد یوسف عثمانی، حافظ احسان الواحد، سید امجد حسین زید، جناب امان اللہ قادری، قاری محمد اقبال اور دیگر احباب نے اپنے مشترکہ تعزیتی بیان میں میاں محمد یعقوب کی وفات پر گہرے دکھ اور صدمہ کا اظہار کیا ہے اور مرحوم کے لئے مغفرت کی دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ سیدالبشر ﷺ نے فرمایا:

”دنیا سرسبز اور شیریں ہے جو شخص اس دنیا میں حلال طریقوں سے مال کمائے اور برحق کاموں میں اسے خرچ کرے، اللہ تعالیٰ اسے ثواب عطا فرمائے گا اور اپنی جنت میں داخل کرے گا۔ اور جو شخص یہاں ناجائز طریقے سے مال کمائے اور ناحق کاموں میں خرچ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ذلت کے گھر میں اتارے گا۔ اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے مال میں بے احتیاطی کرتے ہیں۔ قیامت کے دن ان کا حصہ جہنم کی آگ ہوگی اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ آگ جب کبھی بجھنے لگے گی ہم اسے اور بھڑکا دیں گے“

(بیہقی)

عید الاضحیٰ

فلسفہ قربانی

صاحبزادہ طارق محمود

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔

قل اِنّ صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ ربّ العٰلمین

لا شریک لہٗ وبذٰلک اُمرت وَ انا اوّل المسلمین[1]

"اے پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ میری نماز، میری قربانی اور میرا جینا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب ہے تمام جہانوں کا اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو یہی حکم دیا گیا ہے، اور میں سب فرمانبرداروں سے پہلا فرمانبردار ہوں۔"

حضرات محترم! پروردگار عالم کے کروڑوں احسان کہ اُس نے ہمیں زندگی میں ایک مرتبہ پھر خوشی و مسرت کا عظیم الشان دینی اور روحانی دن دیکھنا نصیب فرمایا ہے، طویل بیان کا وقت ہے اور نہ موقع ہے، میں نے آپ کے سامنے قرآن مجید کی شہرہ آفاق آیات تلاوت کی ہیں۔ بس انہی کا خلاصہ مختصر سے وقت میں بیان کروں گا، تاکہ آج کے دن کی فضیلت و اہمیت کی روشنی میں قربانی کا فلسفہ اور اس کی حقیقت اجاگر ہو سکے۔

دین کا خلاصہ

دین کے ایک ادنیٰ طالب علم کی حیثیت سے جب میں سورۃ انعام کی ان آیات کا مطالعہ کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ ربّ العزت نے نہ صرف اہل ایمان کی منزل کا تعین کر دیا ہے۔ بلکہ سارے دین کا خلاصہ گلدستے کی صورت میں پیش کر دیا ہے۔ متذکرہ آیت کریمہ میں چار باتیں کہی گئی ہیں۔

● نماز

---

[1] سورۃ انعام آیت نمبر ۱۶۲

- قربانی
- زندگی
- موت

یہ سب چیزیں اس ذاتِ باری تعالےٰ کے لئے ہیں، جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ اس کے ساتھ ہی فوراً یہ کہہ دیا گیا، کہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ نماز، قربانی، زندگی اور موت کا اللہ کی ذات سے کیسا تعلق؟ اور اللہ تعالےٰ کا جہانوں سے کیا تعلق؟ بس انہی دو باتوں کے جواب میں سارے دین کا خلاصہ موجود ہے۔

خاص مشن

مالک حقیقی نے انسان کو دنیا میں ایک خاص مشن اور واضح مقصد کے تحت بھیجا ہے۔ وہ مخصوص مشن ہدایت کا مشن ہے۔ خود بھی راہ ہدایت پر چلے اور دوسروں کو بھی اس راہ پر چلانے کی جدوجہد کرے۔ یاد رکھیئے کسی بھی مشن کی کامیابی وکامرانی کا انحصار دو چیزوں پر ہے۔

۱ - توجہ

۲ - قربانی وایثار

مثلاً آپ اپنی اولاد کی اعلیٰ تعلیم وتربیت کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس مقصد میں اس وقت تک کامیابی نہیں ہوسکتی۔ جب تک آپ اپنی اولاد کی طرف ذاتی توجہ نہیں دیں گے۔ توجہ بھی ایک طرح کی قربانی ہے۔ آپ کو اپنی مصروفیات میں سے کچھ وقت قربان کرنا پڑے گا۔ تب آپ اپنے بچوں کی بہتر نگہداشت اور اعلیٰ تعلیم وتربیت کا اہتمام کرسکیں گے۔ ایک کامیاب صنعتکار، تاجر یا زمیندار کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی صنعتی ترقی، تجارتی نفع اور زمین سے زیادہ سے زیادہ پیداوار حاصل کرنے کی خاطر مسلسل محنت کرے۔ یہ محنت اس کی توجہ کے ساتھ ساتھ جسمانی و مالی قربانی کی مرہون منت ہے، اپنے دنیاوی مقصد کے حصول کیلئے ایک انسان کو وقت کی قربانی مال کی قربانی کے علاوہ بھوک پیاس برداشت کرنا پڑتی ہے۔ بعض اوقات تو اُسے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے گھربار بھی چھوڑنا پڑتا ہے۔ اس طرح دو

ذاتی آسائش و آرام کو بھی قربان کر دیتا ہے۔ مختصر یہ کہ کامیاب مشن اور مقصد کی بنیاد قربانی پر ہے۔

عبادات کا حاصل

حضرات محترم! ایمان والوں کو جو ہدایت والا مشن سونپا گیا ہے وہ بھی قربانی کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ کوئی مومن اپنے مشن کی کماحقہ خدمت نہیں کر سکتا جب تک اس کے اندر مشن کی کامیابی کے لئے ایثار و قربانی اور فداکاری کا جذبہ موجزن نہیں ہوگا۔ مسلمانوں کے اندر یہ جذبہ عبادات کے ذریعہ پیدا ہوتا ہے۔ اسلام کی مقرر کردہ عبادات حسب ذیل ہیں۔

● کلمہ ● نماز ● روزہ ● زکوٰۃ ● حج۔

یہ تمام عبادات ہمیں ایثار و قربانی کا درس دیتی ہیں۔ کلمہ زبانی عبادت ہے چونکہ اس کا تعلق محض زبان کی جنبش سے ہے۔ اسلئے یہ آسان ترین عبادت ہے۔ لیکن پھر بھی لچر گفتگو، دنیاوی و کاروباری باتوں کی قربانی دے کر ہی ہمیں اس سے اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے۔ نماز ہمیں وقت کی قربانی کی تربیت دیتی ہے۔ نماز کا پابند انسان اپنی تمام مصروفیات چھوڑ کر اللہ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے۔ نمازی گھر میں ہو تو گھریلو مصروفیات چھوڑ کر، دفتر میں تو دفتری معاملات سے قطع تعلق کر کے داتا کے حضور حاضر ہو جاتا ہے۔ نماز جیسی پاکیزہ اور اعلیٰ عبادت میں نہ صرف وقت کی قربانی دینا پڑتی ہے بلکہ انسان کو جسمانی راحت و آرام کو بھی قربان کرنا پڑتا ہے۔ نماز ایسی عبادت ہے۔ جس میں بندہ اور مالک کا براہ راست رابطہ ہوتا ہے، گویا یہ توجہ کی پہلی منزل ہے اور ایثار و قربانی کی درخشندہ و تابندہ عبادت ہے۔ جس طرح ایک دنیادار اپنے دنیاوی مقصد کو پانے کے لئے کھانے پینے کو مؤخر کر دیتا ہے۔ اور بھوک پیاس کی پرواہ نہیں کرتا۔ اسی طرح روزہ ایسی عبادت ہے۔ جس میں مشن کی تکمیل کیلئے کھانا، پینا اور جائز لذات کو بھی قربان کر دیا جاتا ہے۔ زکوٰۃ مالی عبادت ہے۔ حکم ہے کہ اپنے مال کا کچھ حصہ مشن کی خاطر قربان کرو۔ کیونکہ جسم و جان اور وقت کے علاوہ مشن کی کامیابی و کامرانی کے لئے مال کا صرف کرنا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ زکوٰۃ وہ عبادت ہے جو مالی قربانی کا درس دیتی ہے۔ اسلامی عبادات میں حج آخری رکن ہے جو یہ سمجھاتا ہے کہ مشن ہدایت کے مقاصد کے حصول کے لئے جسم، مال اور وقت سبھی کچھ قربان کر دیا جائے۔ حج ایسی افضل اور

اعلیٰ عبادت ہے۔ جس کے لئے حکم ہے کہ عزیز واقارب چھوڑ دو' اہل وعیال چھوڑ دو بڑے سے بڑے کاروبار سے کنارہ کشی اختیار کر لو' وطن چھوڑ دو' غریب الدیار اور پردیسی بن جاؤ' خدائی گداگر بن کر خدا تعالیٰ کے گھر کی زیارت وطواف کے لئے اپنے گھر سے بے گھر ہو جاؤ تاکہ رشد وہدائت کے مشن کا بیڑا پار ہو جائے۔

حج ایک عاشقانہ عبادت

حج ایک عاشقانہ عبادت ہے' جو مشن تمہیں سونپا گیا ہے' اس کا تقاضہ یہ ہے۔ کہ اس میں اس طرح کھو جاؤ

کہ بال بڑھتے ہیں تو بڑھ جائیں۔
ناخن بڑھتے ہیں تو بڑھ جائیں۔
پسینہ بہتا ہے تو بہہ جائے۔
جسم تھکن سے چور ہوتا ہے تو ہو جائے۔
چہرہ گرد آلود ہوتا ہے تو ہو جائے۔

دیوانہ وار کبھی بیت اللہ کا طواف کرو' کبھی غلاف کعبہ تھام کر دعائیں مانگو۔ کبھی صفا مروہ کے درمیان دوڑو۔ کبھی منیٰ وعرفات کی حاضری دو۔ کبھی مزدلفہ میں قیام کرو' کبھی شیطان کو کنکریاں مارو' یہ محبوب کا گھر اور در ہے۔ یہاں عشق کا تقاضا یہی ہے کہ رسم عاشقی اس طرح اختیار کرو کہ اپنے مخصوص مقصد کو پانے کے لئے زندگانی کے سارے مزے قربان کر دو حج کی عبادات بذاتِ خود فدائیت اور ایثار وقربانی کا شاہکار ہے۔ اسلامی عبادات میں حج آخری رکن ہے۔ حج کا آخری اور اختتامی رکن قربانی ہے' قربانی سارے حج کا خلاصہ ہے۔ حج بیت اللہ کی ترتیب میں قربانی کو سب سے آخر میں رکھ کر بتایا گیا ہے کہ انسانی جدوجہد کی تمام منازل کو طے کرنے کے بعد اور سعیٔ پیہم کے سارے مرحلوں میں سے گزر جانے کے بعد آخری مرحلہ جان کی قربانی ہے۔

؎ جان دی دی ہوئی اُسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

حج اور قربانی

اسلام ایک ایسا عالمگیر اور ہمہ گیر مذہب ہے۔ جس کی بنیاد قربانی پر رکھی گئی ہے۔ دین کی مقرر کردہ عبادات کلمہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ ہم گھر بیٹھے ادا کرکے ان کا اجر و ثواب حاصل کرسکتے ہیں، متذکرہ چاروں عبادتیں کسی مخصوص خطے یا علاقے سے وابستہ نہیں۔ فقط حج ایسی عبادت ہے جس میں خاص وقت (ذوالحجہ) اور مخصوص جگہ (حرم مقدس) کا پابند رکھا گیا ہے۔ حج کے ارکان کی ادائیگی گھر بیٹھے نہیں ہوسکتی۔ بلکہ اس عبادت سے فیضیاب ہونے کے لئے تو مرکز اسلام میں ہی آنا پڑتا ہے۔ وقت نہیں ورنہ تفصیلاً بیان کرتا کہ عبادت حج کے سلسلہ میں دنیا بھر کے مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے میں کیا حکمتیں پوشیدہ ہیں؟ زندہ قوموں کے لئے مرکز کی بڑی اہمیت ہے۔ ابراہیمی کعبہ کو امت مصطفےٰ کے لئے مرکز بنایا گیا اور اس سے تعلق عقیدت کو مستحکم کرنے کے لئے حج اور زیارات کو عبادت کا درجہ دے دیا گیا۔ دنیا بھر کے وہ مسلمان جو مرکز اسلام تک آسکتے ہیں۔ وہ بہ نفس نفیس حج کی فیوض و برکات سے مالا مال ہوسکتے ہیں۔ جو وسائل کی کمی کے باعث مرکز انوارات و تجلیات میں پہنچنے کی سکت نہیں رکھتے۔ اللہ رب العزت نے انہیں بھی حج کے ثمرات اور برکات سے محروم نہیں کیا۔ عبادت حج کے ارکان میں سے صرف قربانی کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ خطے یا علاقے کی قید سے آزاد ہے، آپ کہیں بستے ہیں، دنیا کے کسی برِ اعظم میں ہیں، کسی ملک میں ہیں، کسی کونے گوشے میں رہتے ہیں۔ انہی ایام میں بیت اللہ کی طرف متوجہ ہوکر اپنی قربانیوں کے جانور ذبح کرکے قربانی کی سعادت حاصل کرسکتے ہیں۔ حج کی اصل روح قربانی ہے۔ اس لئے اُسے آفاقی اور عالمگیر بنا کر کل روئے زمین پر پھیلا دیا گیا ہے۔ تاکہ تمام عالم اسلام کے مسلمان قربانی کی فضیلت سے استفادہ کرسکیں، حج کے آخری رکن قربانی کے عام ہونے کی وجہ سے دنیا کے ہر گوشے کے مسلمان ایثار، فداکاری کی اس تعلیم میں برابر کے شریک ہوجاتے ہیں۔ جس تعلیم کو حاجی صاحبان مرکز اسلام میں پہنچ کر حاصل کررہے ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس عام قربانی کے لئے شریعت کے سارے احکامات و مسائل وہی ہیں جو حاجیوں کی قربانیوں کے لئے متعین کئے گئے ہیں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب ذوالحجہ کا پہلا عشرہ (دس دن) آجائیں پس اگر تم میں سے کسی نے قربانی ادا کرنی ہو۔ تو وہ اپنے بال

وغیرہ نہ کاٹے۔ ل

حاجیوں کے لئے حکم ہے کہ وہ بھی ایام حج میں بال اور ناخن نہ کٹوائیں۔ یہی حکم کرۂ ارضی پر بسنے والے ان تمام مسلمانوں کے لئے ہے جو اپنے گھروں میں مقیم ہوتے ہوئے قربانی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مقصود یہ ہے کہ حرمین شریفین تک نہ پہنچنے والے کلمہ گو مسلمان بھی حج کی جزوی رحمتوں اور برکتوں سے اپنے دامن بھر سکیں۔

نماز اور قربانی کا تعلق

حضرات محترم! اب میں اصل مقصد کی طرف آتا ہوں۔ کہ نماز قربانی، زندگی اور موت کا اللہ کی ذات سے کیسا تعلق ہے؟

سورۃ انعام کی جو آیت میں نے تلاوت کی ہے۔ قل ان صلوٰتی ونسکی۔ اس میں نماز کا ذکر پہلے قربانی کا بعد میں ہے۔ اسی طرح سورہ الکوثر میں بھی یہی انداز اختیار کیا گیا ہے۔ فصلّ لربّک وانحر ”نماز پڑھیئے اور قربانی کیجئے“ دونوں سورتوں میں نماز اور قربانی کو ساتھ ساتھ رکھا گیا ہے۔ لیکن ترتیب کے لحاظ سے نماز کا ذکر پہلے اور قربانی کا ذکر بعد میں کیا گیا ہے۔ اس سے تاثر یہی ملتا ہے کہ نماز مقدم اور قربانی مؤخر ہے۔

ان آیات کریمہ سے پتہ چلتا ہے۔ کہ نماز اور قربانی کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ بندہ جب ہدائت والا مشن اختیار کرتا ہے تو مالک حقیقی کے ساتھ رابطہ کا پہلا ذریعہ نماز ہوتی ہے۔ اللہ کی راہ میں تسلیم ورضا اور ایثار و قربانی کی پہلی منزل نماز ہے اور آخری منزل قربانی ہے۔ ایک انسان کا پروردگار کے دربار میں اپنی گوناگوں مصروفیات ترک کر کے پانچ وقت حاضری دینا اس بات کی علامت ہے کہ وہ اپنے قیمتی وقت کی قربانی دے سکتا ہے۔ تو وہ بلاشبہ رب العزت کی رضا اور خوشنودی کے حصول کے لئے وقت آنے پر اپنی متاع عزیز یعنی جان کی قربانی کا نذرانہ بھی پیش کر سکتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ہدائت والے مشن کا پہلا نکتہ نماز ہے۔ اور آخری نکتہ قربانی ہے۔

زندگی اور موت اللہ کے لئے

حضرات محترم! نماز قیام وقعود، رکوع وسجود

ل مشکوٰۃ

کے علاوہ حرکات و سکنات کا مجموعہ ہے۔ یعنی نماز زندگی اور بندگی کا واضح نشان ہے۔ نماز جیسی عبادت میں بندے کا کھڑے ہونا۔ اٹھنا بیٹھنا سب کچھ اللہ کے لئے ہے۔ گویا مومن کی ساری زندگی اللہ کے لئے ہے۔ قربانی میں فقط ایک جان ہوتی ہے جو قربان کی جاتی ہے۔ قربانی کا تعلق موت سے ہے۔ نماز زندگی کی علامت ہے۔ قربانی موت کی علامت ہے۔

ایک عبادت ابتدا ہے۔

دوسری عبادت انتہا ہے۔

سورۃ انعام کی آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ نماز اللہ کے لئے ہے۔

یعنی زندگی اللہ کے لئے ہے۔ قربانی اللہ کے لئے ہے۔

یعنی موت اللہ کے لئے ہے۔

بس ثابت ہوا کہ ابتدا سے لیکر انتہا تک اور آغاز سے لیکر اختتام تک انسانی جسم و جان اور اسکی زندگی اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے ہے، رب العزت کی اطاعت، اسکی فرمانبرداری اسکی اتباع اور اسکے دیئے ہوئے احکامات کی تعمیل کرنا ہی زندگی کا نصب العین ہے۔ بندے کے

- لب ہلیں تو اسی کی رضا کیلئے۔
- آنکھیں دیکھیں تو اسی کی خوشنودی کیلئے۔
- پاؤں چلیں تو اسی کی مرضی کیلئے۔
- ہاتھ اٹھیں تو اسی کی خوشی کیلئے۔
- کان سنیں تو اسی کی تمنا کیلئے
- دل دھڑکے تو اسکی بے قراری کیلئے

اسی کا نام بندگی ہے اور یہی ہمارے مالک حقیقی کی تمنا اور خواہش ہے۔

نماز اور قربانی کے تعلق کو سمجھنے کے بعد یہ ایمان ہونا چاہیئے کہ نماز ہر حال میں مقدم ہے۔ اسی لئے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عید قربان کے دن پہلے نماز اور بعد میں قربانی ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ ایک مرتبہ ایک صحابی نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں نماز سے پہلے قربانی کر چکا ہوں۔ حکم ہوا کہ قربانی دوبارہ کرو۔ ہادی برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق قربانی کی حقیقت اور فلسفہ کو سمجھنے کیلئے ضروری ہے کہ پہلے نماز پڑھی جائے اور پھر قربانی کی جائے۔ ”کہہ دو کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اس اللہ کے لئے ہے، جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں“

نکتہ توحید

اب دیکھئے، قرآن مجید کا انداز کیسا نرالا ہے۔ صلوٰتی ونسکی کے بعد دو لفظ حیاتی ومماتی بیان ہوئے ہیں۔ میں عرض کر چکا ہوں کہ نماز کا تعلق زندگی سے ہے اور قربانی کا تعلق موت سے ہے۔ زندگی پہلے اور موت بعد میں ہوتی ہے۔ اس لئے دین کا خلاصہ یہ ہے کہ مومن کی ساری زندگی اللہ اور اس کے رسول کی اتباع اور اس کی رضا اور خوشنودی کیلئے ہے۔ یہاں بھی کہا گیا ہے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور موت اس اللہ کیلئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ یہ نکتہ توحید ہے۔ جب اس اللہ کی ذات کا اقرار کر لیا جس کے لئے یہ سب کچھ ہے تو اب یہ عقیدہ اور ایمان بھی پختہ ہونا چاہیئے، کہ وہ اللہ تمام جہانوں کا رب ہے رب پالنے والے کو کہتے ہیں۔ ساتھ ہی توحید کا وہ عقیدہ جو سارے دین کی روح ہے بیان کر دیا گیا کہ اس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں، یعنی وہ واحد لاشریک ہے۔ جب اس قادر مطلق کی ذات وصفات پر کامل یقین اور پختہ ایمان بن جائے۔ تو یہ عقیدہ خود بخود بن جائے گا کہ انسان کی زندگی اور موت سبھی کچھ اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔

یادگار ابراہیمؑ

آج کا عظیم الشان دن دراصل سیدنا ابراہیمؑ اور سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ کی یادگار ہے۔ یہ محض دینی تہوار نہیں۔ بلکہ عبادت کا درجہ رکھتا ہے یہ دن ہمیں اس بات کا سبق دیتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ تعالےٰ کی ذات پر اس قدر اعتقاد تھا کہ انہوں نے اسکے حکم کے آگے اپنی مرضی، منشا، رائے فکر اور سوچ سب کو قربان کر دیا۔ اور اس بات سے بھی دریغ نہ کیا کہ اپنے لخت جگر، نور نظر اسماعیل کے گلے پر چھری رکھ دی۔ اللہ تعالےٰ کو اپنے محبوب پیغمبر کی یہ ادا اتنی پسند آئی۔ کہ اس کو امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے سنّت کا درجہ دے کر ابراہیمؑ واسماعیلؑ کے نام کا بول بالا کر دیا۔ باپ نے بیٹے کو قربان کرنے سے دریغ نہ کیا، اور بیٹے نے قربانی دینے سے گریز نہ کیا۔ ؎

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب فرزندی

اللہ رب العزت ہمیں قربانی کا فلسفہ سمجھنے کی اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

بسنت اور حکومت

تحریر: محمد متین خالد

بسنت ایک ہندوانہ تہوار ہے جسے ہر سال حکومتی سرپرستی میں پورے ملک میں بڑے تزک واحتشام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔ شہر لاہور نے اس تہوار کو بین الاقوامی طور پر متعارف کروایا ہے۔ ڈور' پتنگ' ڈھول' تیز آواز میں موسیقی خود کار ہتھیار پتنگ بازی کا لازمی جزو بن گیا ہے۔ اپر کلاس کے لوگ ان لوازمات کے علاوہ شراب اور شباب کو بھی شامل کرلیتے ہیں۔ کیونکہ ان کے بغیر انہیں بسنت منانے کا مزا ہی نہیں آتا۔ اپر کلاس کے لوگ گھروں اور فائیو سٹار ہوٹلوں میں مخلوط محفلیں بھی سجاتے ہیں۔ غیر ملکی مہمانوں کو بطور خاص اس تہوار پر مدعو کیا جاتا ہے۔ دل بہلانے کے لئے خوبرو عورتوں کو حاصل کیا جاتا ہے جو موسیقی کے بے ہنگم شور کے ساتھ ساتھ ہیجان انگیز عریاں رقص کرتی ہیں۔

بسنت کی ان تقریبات میں چیرمین سینٹ وسیم سجاد' گورنر پنجاب شاہد حامد' گورنر سندھ معین الدین حیدر' اعتزاز احسن' فیصل صالح حیات' جنرل ریٹائرڈ زاہد علی اکبر' ڈنمارک کے سفیر' امریکی سفارت کار' بھارتی وفد سمیت پاکستانی بیوروکریسی اور مختلف سیاسی شخصیات نے خصوصی طور پر شرکت کی اور فضول خرچی کے تمام ریکارڈ توڑ دیئے۔ پاکستان جس کا بال بال قرضوں میں پھنسا ہوا ہے' وہاں کے لوگ ایک رات میں کروڑوں روپے فضول خرچ کردیں تو اس پر افسوس ہی کیا جاسکتا ہے۔

بسنت پر ہر سال بھاری جان ومال کا نقصان ہوتا ہے۔ جب ایک پتنگ بجلی کے تار کو چھوتی ہے تو دھماکہ ہوتا ہے۔ ٹرانفارمر جل جاتے ہیں۔ سارا شہر تاریکی میں ڈوب جاتا ہے۔ حکومت ہر سال بسنت کے موقع پہ رسمی طور پر دفعہ ۱۴۴ نافذ کردیتی ہے۔ جس کی خلاف ورزی ہر خاص وعام پر لازم ہوتی ہے۔ اس سال تو خصوصیت کے ساتھ قانون کی دھجیاں اڑائی گئیں۔ مساجد میں لاؤڈ سپیکر پر جمعہ کے خطبہ اور واعظ پر تو پابندی ہے مگر ڈیک اور لاؤڈ سپیکر پر ہر چھت کے اوپر بھارتی گانوں اور گیتوں پر کوئی پابندی نہیں۔ اس سال بسنت کے موقعہ میں ۸ افراد ہلاک اور ۱۰۰ زخمی ہوگئے۔ ۱۰۰ کروڑ روپے ہوا میں اڑا دیئے گئے اور واپڈا کو مجموعی طور پر ۲ کروڑ ۹۰ لاکھ روپے کا نقصان اٹھانا پڑا۔

اخباری اطلاعات کے مطابق اہل بلاک ڈیفنس لاہور میں بسنت کی رات ہونے والی شراب وکباب سے بھرپور پارٹی میں شریک پولیس' انتظامیہ اور دیگر اہم شخصیات نے پولیس کے چھاپہ مارنے پر پولیس پارٹی پر گالیوں کی بوچھاڑ کردی۔ پولیس اوپر سے ملنے والے دوسرے حکم کے بعد گالیاں سن کر واپس چلی گئی۔ کٹر مسلم

لیگی حکومت کے دور میں قومی خبرنامہ میں اس ہندوانہ تہوار کو ایک قومی اور مذہبی تہوار کے طور پر پیش کیا گیا۔ بسنت کے حوالے سے خصوصی پروگرام دکھائے گئے۔ قرض اتارو ملک سنوارو مہم کے دوران بھوکے حال پاکستانیوں سے اربوں روپے اکٹھے کرنے والے حکمرانوں (شیطان کے بھائیوں) کو اس فضول خرچی پر کوئی ندامت محسوس نہیں ہوئی۔ جب مذہبی حلقوں کی طرف سے اس تہوار پر پابندی لگانے کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو سیکولر اور بے دین حکمران جواب دیتے ہیں کہ یہ حقوق انسانی کے خلاف ہے یعنی ہر غیر اسلامی حرکت حقوق انسانی میں شامل کردی گئی ہے۔ امریکی نیو ورلڈ آرڈر پر عمل کرنے والی مسلم لیگی حکومت کو خود آپ اپنی اداؤں پر غور کرنا چاہیے۔ ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

خطرناک مجرموں کی قادیانی سرپرستی

علامہ ابوطیبو الازہری

گذشتہ دنوں صدر ڈویژن پولیس نے بدنام زمانہ مجرم مظہر حسین عرف تی کو اس کے بھائی اور دو ساتھیوں سمیت ایک پولیس مقابلہ میں ہلاک کردیا۔ یہ مجرم پولیس کو ڈکیتی‘ کرائے پر قتل‘ زنا‘ اغوا برائے تاوان‘ پولیس مقابلوں‘ جگا ٹیکس‘ ناجائز قبضوں‘ منشیات سمیت دیگر ۵۵ سنگین مقدمات میں مطلوب تھا۔ ملزم کی گاڑی سے ہینڈ گرنیڈ‘ روزی گن‘ کلاشنکوف سمیت جدید خطرناک اسلحہ برآمد ہوا۔ بتایا جاتا ہے کہ ملزم جب بھی گرفتار ہوتا‘ متعدد شخصیات کے ایک ٹیلی فون پر فوراً“ رہا ہو جاتا۔

مظہر تی کو پیپلز پارٹی اور مسلم لیگی حکومت میں متعدد شخصیات نے اپنے اپنے مذموم مقاصد کے لئے خوب استعمال کیا۔ پاکستان کی تاریخ میں ایوان اقتدار تک رسائی اور مقتدر افراد سے تعلقات کے حوالہ سے ”نمبرون کریمنل“ تھا۔ مظہر تی نے سندھ کی روحانی شخصیت پیر پگاڑا کے کہنے پر ۱۹۸۸ء میں کراچی کی شاہراہ پر فائرنگ کرکے ۱۱ افراد قتل کردیئے۔ بیگم عابدہ حسین وفاقی وزیر سے گہرے مراسم رہے۔ تی کے قبضہ سے ملنے والی اہم ڈائری میں بااثر سیاسی اور وفاقی شخصیات کے نمبر درج تھے جن میں کرکٹ ٹیم کے وسیم اکرم‘ سابق صدر پاکستان فاروق احمد لغاری کے بیٹے جمال لغاری‘ عبدالرحمٰن‘ منظور وٹو اور ڈاکٹر سعید الٰہی کے نام شامل ہیں۔ ۱۹۹۶ء میں تی جیل سے رہا ہوا تو اس کے استقبال کے لئے وزیر اعلیٰ میاں منظور وٹو‘ معظم وٹو اور داماد شہزاد خاکوانی خصوصی طور پر آئے اور اسے مبارک باد دی۔ مظہر تی کے پیپلز پارٹی کے رہنما یوسف صلاح الدین کی سابقہ بیوی انبساط یوسف سے بھی گہرے تعلقات رہے۔ مظہر تی کے جمال لغاری‘ عطامانیکا‘ ریاض فتیانہ‘ بلال کھر اور ڈاکٹر سعید الٰہی‘ سابق صدر پی ایم اے سے بھی تعلقات رہے۔ انہوں نے اس مجرم کی مکمل طور پر سرپرستی کی اور اس کے خلاف مقدمات ختم کروانے میں اہم رول ادا کیا۔ پولیس جب بھی اسے گرفتار کرنے کے لئے متحرک ہوتی‘ مذکورہ کسی نہ کسی اہم شخصیت کے پاس قیام لے لیتا۔ سب سے زیادہ چکوال

کے نواحی گاؤں کوٹ راجگان میں مرزا منور کے پاس قیام کرتا رہا۔ کوٹ لکھپت جیل میں اسے وی آئی پی کی سہولتیں میسر تھیں جب اسے گرفتار کیا گیا تو پولیس نے اسے ایک فرضی مقابلہ میں ہلاک کرنے کا منصوبہ بنایا لیکن صدر پاکستان فاروق لغاری کے حکم پر اسے ہلاک کرنے کی بجائے سرکاری مہمان کا درجہ دیا گیا۔ مظہر تپی کو راجہ منور اور ان کی اہلیہ شاہین منور کی بھی پر زور حمایت حاصل رہی کیونکہ ان کا بیٹا شہزاد خاکوانی مظہر تپی کا دوست تھا۔ راجہ منور اور ان کی اہلیہ شاہین منور امریکہ گئے تو اپنے لئے خطرناک روزی گن لائے جو انہوں نے تپی کو بطور تحفہ دے دی۔ قتل کے ایک مقدمہ میں راجہ منور نے اس وقت کے ڈی آئی جی جہانگیر مرزا سے مل کر ختم کرادیا۔

مظہر تپی کی سرپرستی کرنے والوں میں بالواسطہ اور بلاواسطہ قادیانی او قادیانی نواز شامل ہیں۔ ہم شروع ہی سے یہ کہتے آئے ہیں کہ ملک میں ہونے والی تمام تر دہشت گردی، ڈاکوں اور قتل وغارت میں قادیانی براہ راست ملوث ہیں۔ مظہر تپی کے حوالے سے یہ بات مزید کھل کر باہر آگئی ہے۔ وزارت داخلہ اور حساس ایجنسیوں کو اس طرف بھی توجہ دینی چاہیے۔

قادیانی فتنہ

یہ اشعار ۲۴ جون کی عظیم الشان کانفرنس میں پیش کئے گئے۔

قاری محمد اسحاق ساقی سہارنپوری

جو مرزائی یہاں پر کر رہے ہیں اپنی من مانی —— حقیقت میں اگر پوچھو تو یہ ہے کار شیطانی
مقاصد ان کے کیا ہیں جانتے کیا ہیں یہ ملت سے —— بہت ہی مختصر سی ہے نہیں یہ بحث طولانی
خدا والے تو انکو فتنہ دجال کہتے ہیں —— ہیں اس فتنے کے پردے میں یہودی اور نصرانی
کفن بر دوش ہیں ہم سب جہاد حق و باطل میں —— خدا چاہے تو دیں گے اپنی جانوں تک کی قربانی

قطعہ

جو قصر محمد کو گرانے پہ تلے ہیں
وہ قصر محمد کے در و بام سے خارج
وہ ختم نبوت پہ جو ایمان نہیں رکھتے
ایمان سے خارج ہیں وہ اسلام سے خارج

قطعہ

وطن کے کونے کونے سے جو اس میدان میں آئے
غلامان نبی کے قصر عالیشان میں آئے
سروں میں بھر رہا ہے سب کے اپنے دین کا سودا
سبھی معمور ہو کر جذبۂ ایمان میں آئے

علامہ اقبال اور قادیانی تحریک

قادیانی دجل کا دندان شکن جواب

تحریر: ساجد اعوان

علامہ اقبال ؒ ایک عاشق صادق‘ فدائے محمدؐ‘ جاں نثار اسلام‘ غرق قرآن‘ فناء فی اللہ‘ احیاء اسلام کا حقیقی علمبردار‘ قرآن وسنت کا داعی‘ ختم نبوت کا فدائی‘ حق کا شیدائی‘ اسلاف کا غلام‘ احرار کا ترجمان‘ رومی وشامی کا فیضان‘ جدتوں کا نقیب‘ شعروادب کا مسیحا‘ فکرونظر کا نصیبا

کانٹوں میں پھول پھولوں میں گلاب گلاب میں خوشبو
رات میں تارا تاروں میں چاند چاند میں روشنی
اندھیروں میں کرن کرن میں تازگی تازگی میں زندگی

اور زندگی کا ہر ہر لمحہ رسالت ختمی المرتبت کا تحفظ‘ علامہ اقبال ؒ کی زندگی اسلام کی بنیادی اساس سے لبریز تھی اور ہمیشہ یہی حقیقت ان کی زبان اور نوک قلم سے چھلکتی رہی۔

وہ نبوت ہے مسلمان کے لئے برگ حشیش
جس نبوت میں نہ ہو قوت وشوکت کا پیغام

کچھ ظاہر بینوں کو اقبال ؒ کے تصور دین اور دینی نظریات سے اختلاف رہا اور کچھ نے تو مخالفت کے در کھولے رکھے۔ اور کچھ نافہم تو ایسے بھی تھے جنہوں نے اس ولی اللہ پر کفر کے فتوے صادر کئے۔ اقبال ؒ اس نوع کے درد کو بھی سینے میں چھپائے خاموش سمندر کی مانند اپنی گہرائی کا اظہار کرتا رہا۔ اقبال ؒ تیری اس مظلومیت پر کون ہوگا وہ سنگدل جو حقیقت حال نہ کہہ دے۔

آج سے کچھ عرصہ پیشتر قادیانی جماعت کی طرف سے ایک کتاب ”مظلوم اقبال“ کے نام سے چھپی۔ کتاب کے مصنف علامہ اقبال ؒ کے بھتیجے شیخ اعجاز احمد (قادیانی) ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب کے آخر میں ایک باب ”علامہ اقبال اور احمدیت“ کے نام سے تحریر کیا ہے۔ جس میں موصوف نے علامہ اقبال ؒ پر قادیانیت کا کیچڑ اچھال کر علامہ اقبال کی ذات کو بدنما کرنے کی سازش کی ہے۔ یا یوں کہیے کہ شیخ اعجاز احمد قادیانی نے اس عداوت کو نبھایا ہے۔ جو اقبال اور جماعت مرزائیہ میں پائی جاتی رہی۔ اتنا کچھ کر گزرنے کے باوجود شیخ اعجاز احمد قادیانی نے صرف اتنا ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ:

(۱) اقبال قادیانیت سے متاثر تھے۔

(۲) اقبال قادیانیت کے لئے نرم گوشہ رکھتے تھے۔

(۳) اقبال مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانی خلفاء سے حسن ظن رکھتے تھے۔

بس انہی چند بے بنیاد شبہات کا ازالہ کرنا مقصود ہے۔ جہاں تک اول الذکر ابہام کا تعلق ہے' کون نہیں جانتا کہ قادیانیت منکرین ختم نبوت کا ایک ٹولہ ہے۔ جبکہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ عقیدہ ختم نبوت کا اظہار ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

" ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام کے یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو اجزائے نبوت موجود ہیں۔ یعنی یہ کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے۔ اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے۔ تو وہ شخص کاذب ہے۔ " (بحوالہ احمدیت اور اسلام)

" مسلمان ان تحریکوں کے معاملے میں زیادہ حساس ہیں جو ان کی وحدت کے لئے خطرناک ہیں۔ چنانچہ ہر ایسی مذہبی جماعت جو تاریخی طور پر اسلام سے وابستہ ہو لیکن اپنی بناء نئی نبوت پر رکھے اور بزعم خود اپنے الہامات پر اعتقاد نہ رکھنے والے تمام مسلمانوں کو کافر سمجھے۔ مسلمان اسلام کی وحدت کے لئے خطرہ تصور کرے گا اور یہ اس لئے کہ اسلامی وحدت ختم نبوت ہی سے استوار ہے۔ " (حرف اقبال صفحہ ۱۲۲)

" میرے نزدیک بہائیت قادیانیت سے زیادہ مخلص ہے۔ کیونکہ وہ کھلے طور پر اسلام کے باغی ہیں لیکن موخر الذکر (قادیانیت) اسلام کی چند نہایت اہم صورتوں کو ظاہری طور پر قائم رکھتی ہے لیکن باطنی طور پر اسلام کی روح اور مقاصد کے لئے مہلک ہے۔۔۔۔ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں گویا یہ تحریک (قادیانیت) ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے " (حرف اقبال صفحہ ۱۲۳)

دوسرے نمبر پر شیخ اعجاز احمد قادیانی نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ قادیانیت کے لئے نرم گوشہ رکھتے تھے تو اس کا حال بھی خود علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں سن لیجئے :

" جب قادیانی مذہبی اور معاشرتی معاملات میں علیحدگی کی پالیسی پر کاربند ہیں تو پھر سیاسی طور پر مسلمانوں میں شامل ہونے کے لئے کیوں مضطرب ہیں " (بجواب نہرو)

" میں اپنے دل میں اس سے متعلق کوئی شک وشبہ نہیں رکھتا کہ احمدی (قادیانی) اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں " (جواہر لال نہرو کے نام خط)

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ تھلگ جماعت قرار دینے کے اصرار پر لکھتے ہیں :

" میری رائے میں حکومت کے لئے بہترین طریقہ کار یہ ہوگا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرے " (حرف اقبال صفحہ ۱۲۸)

مزید تحریر فرماتے ہیں :

" اگر حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی میں دیر کر رہی ہے " (حرف اقبال صفحہ ۱۳۸)

" ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے " (اخبار اسٹیٹس مین کے نام خط)

مندرجہ بالا حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ علامہ اقبال ؒ ہی وہ پہلے مرد "حر" تھے جنہوں نے فرنگی سامراج سے مطالبہ کیا تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اور پھر مصور پاکستان کے اس مطالبے کو پاکستان قومی اسمبلی نے تسلیم کر کے ۷ ستمبر ۱۹۷۴ء کو اس عظیم قائد کی روح کو اطمینان بخشا۔ مولانا ظفر علی خان نے کیا خوب کہا تھا :

مرزائیوں کا نام ذرا دیر میں مٹا
حق کے جلال سے یہی اک ڈھیل ہوئی

جہاں شیخ اعجاز احمد قادیانی نے مندرجہ بالا دو بے بنیاد الزامات علامہ اقبال پر لگائے وہاں بڑی دلیری سے یہ گپ بھی ہانکے گئے ہیں کہ علامہ اقبال ؒ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے خلفاء سے حسن ظن رکھتے تھے۔

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ علامہ اقبال ؒ مرزا غلام احمد قادیانی جیسے مدعی نبوت کو کاذب کہتے ہیں اور جسے جھوٹا کہا جائے اس سے عقیدت رکھنا احمقوں کی جنت میں رہنے کے مترادف ہے۔ اور یہ بھول بھلیاں مرزائی جماعت ہی کو نصیب ہوں۔ البتہ علامہ اقبال ؒ نے مرزائی جماعت کی مخالفت اس وقت شروع کی جب مرزائیت سے اسلام کا لبادہ ہٹا کر مرزائیت کی مکروہ شکل علامہ اقبال ؒ نے نہ دیکھ لی۔ اس سلسلے میں خود علامہ اقبال ؒ تحریر فرماتے ہیں۔ " مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں۔ کہ اب سے ربع صدی پیشتر مجھے اس تحریک سے اچھے نتائج کی امید تھی۔ (اس وقت مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا بلکہ رد عیسائیت کے کام کو سامنے رکھے ہوئے تھا) اس تقریر سے بہت پہلے مولوی چراغ علی صاحب نے جو مسلمانوں میں کافی سربرآوردہ تھے اور انگریزی میں اسلام پر بہت سی کتابوں کے مصنف تھے۔ بانی تحریک (مرزا قادیانی) کے ساتھ تعاون کیا اور جہاں تک مجھے معلوم ہے کتاب موسومہ "براہین احمدیہ" میں انہوں نے بیش قیمت مدد بہم پہنچائی۔ لیکن کسی مذہبی تحریک کی اصل روح ایک دن میں نمایاں نہیں ہو جاتی۔ اسے اچھی طرح ظاہر ہونے کے لئے برسوں چاہئیں۔ تحریک کے دونوں گروہوں (قادیانی' لاہوری) کے باہمی نزاعات اس امر پر شاہد ہیں کہ

خود ان لوگوں کو جو بانی تحریک کے ساتھ ذاتی رابطہ رکھتے تھے معلوم نہ تھا کہ تحریک (قادیانیت) آگے چل کر کس راستے پر پڑ جائے گی۔ ذاتی طور پر اس تحریک سے (قادیانیت) سے اس وقت بیزار ہوا تھا جب ایک نئی نبوت بانی اسلام ﷺ کی نبوت سے اعلیٰ تر نبوت کا دعویٰ کیا گیا۔ اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی جب میں نے تحریک (قادیانیت) کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے حضور ﷺ کے متعلق نازیبا الفاظ کہتے سنا۔ درخت جڑ سے نہیں پھل سے پہنچانا جاتا ہے " (حرف اقبال صفحہ ۱۳۱)

جناب محمود عاصم اس سلسلے میں رقم طراز ہیں

"وقت کے تعین کے ساتھ یہ بات کہنا مشکل ہے کہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ قادیانیت کے حقیقی مقاصد سے کب آگاہ ہوئے اور کب انہوں نے اس جماعت کے حقیقی خدو خال کو سمجھا۔ دو مواقع اس سلسلے میں تاریخی تسلسل کے طور پر یاد رکھنے کے قابل ہیں۔ ایک موقع وہ تھا جب مسلمانان کشمیر کی امداد کے لئے "کشمیر کمیٹی" کا قیام عمل میں آیا اس کمیٹی کے صدر قادیانی جماعت کے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین محمود تھے۔ کمیٹی میں شامل دوسرے افراد میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے شاید سب سے پہلے یہ بات محسوس کی کہ جماعت احمدیہ (جماعت مرزائیہ) کشمیر کمیٹی کے اسٹیج پر اپنی پیشوائیت کا پرچم لہرا رہی ہے۔ اور کشمیری مسلمانوں کی امداد کی بجائے قادیانی جماعت اپنی خود ساختہ نبوت کی تبلیغ میں مصروف ہے۔ علامہ نے دیکھا کہ کشمیر کے اطراف واکناف میں قادیانی مبلغین اپنے مشن میں مصروف ہیں اور انہیں کشمیر کمیٹی سے زیادہ اپنے جماعتی مفادات عزیز ہیں۔ ظاہر ہے اقبال رحمۃ اللہ علیہ جیسا عاشق رسول ﷺ اور دردمند مسلمان یہ کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ چنانچہ انہوں نے نہ صرف کشمیر کمیٹی سے قادیانی خلیفہ کو نکال باہر کیا بلکہ کچھ عرصہ بعد کشمیر کمیٹی کو ہی ختم کر دیا۔" (اقبال کے ملی افکار صفحہ ۲۲۵،۲۲۴)

"ڈاکٹر محمد اقبال اپنی زندگی کے آخری ایام میں احمدیت کے شدید طور پر مخالف تھے اور ملک کے نوتعلیم یافتہ طبقہ میں احمدیت کے خلاف جو زہر پھیلا ہوا ہے اس کی بڑی وجہ ڈاکٹر محمد اقبال کا مخالفانہ پراگندہ تھا۔" (سیرت المہدی جلد سوم صفحہ ۲۴۹ مصنف مرزا بشیر احمد ایم اے)

خطبہ حجۃ الوداع

مذہبی اور اخلاقی پہلو

ڈاکٹر لیاقت علیخان نیازی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ حجۃ الوداع ملاحظہ ہو۔

1- لوگو! میں خیال کرتا ہوں کہ میں اور تم پھر کبھی اس مجلس میں اکٹھے نہیں ہوں گے۔

2- لوگو! تمہارے خون' تمہارے مال اور تمہاری عزتیں ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہیں جیسا کہ تم آج کے دن کی اس شہر کی اس مہینہ کی حرمت کرتے ہو۔ لوگو! تمہیں عنقریب خدا کے سامنے حاضر ہوتا ہے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کی بابت سوال فرمائے گا۔

خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔

3- لوگو! جاہلیت کی ہر ایک بات کو میں اپنے قدموں کے نیچے پامال کرتا ہوں۔

جاہلیت کے قتلوں کے تمام جھگڑے ملیا میٹ کرتا ہوں۔ پہلا خون جو میرے خاندان کا ہے یعنی ابن ربیعہ بن الحارث کا خون جو بنی سعد میں دودھ پیتا تھا اور ہذیل نے اسے مار ڈالا تھا' میں چھوڑتا ہوں۔

جاہلیت کے زمانہ کا سود ملیا میٹ کر دیا گیا۔ پہلا سود اپنے خاندان کا جو میں مٹاتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے' وہ سارے کا سارا چھوڑ دیا گیا۔

4- لوگو! اپنی بیویوں کے متعلق اللہ سے ڈرتے رہو۔ عورتوں کا حق تم پر یہ ہے کہ تم ان کو اچھی طرح کھلاؤ' اچھی طرح پہناؤ۔

5- لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑ چلا ہوں کہ اگر اسے مضبوط پکڑ لو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے' وہ اللہ کی کتاب قرآن ہے۔

6- لوگو! نہ تو میرے بعد کوئی اور پیغمبر ہے اور نہ کوئی جدید امت پیدا ہونے والی ہے۔ خوب سن لو کہ اپنے پروردگار کی عبادت کرو اور پنجگانہ نماز ادا کرو سال بھر میں ایک مہینہ رمضان کے روزے رکھو' مالوں کی زکوۃ نہایت دلی خوشی کے ساتھ دیا کرو' خانہ خدا کا حج بجا لاؤ۔ اور اپنے اولی الامر (حاکم سردار وغیرہ) کی اطاعت کرو۔ جس کی جزا یہ ہے

کہ تم پروردگار کے فردوس بریں میں داخل ہو گے۔

7- لوگو! قیامت کے دن تم سے میری بابت بھی دریافت کیا جائے گا۔ مجھے ذرا بتا دو۔ کہ تم کیا جواب دو گے؟

سب نے کہا ہم اس کی شہادت دیتے ہیں کہ آپ نے اللہ کے احکام ہم کو پہنچا دیئے۔ آپ نے رسالت و نبوت کا حق ادا کر دیا۔ آپ نے ہم کو کھوٹے کھرے کی بات اچھی طرح بتا دیا۔ (اس وقت) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت کو اٹھایا۔ آسمان کی طرف انگلی کو اٹھاتے تھے اور پھر لوگوں کی طرف جھکاتے تھے۔ (فرماتے تھے) اے خدا سن لے (تیرے بندے کیا کہہ رہے ہیں) اے خدا گواہ رہنا (کہ یہ لوگ کیا گواہی دے رہے ہیں)۔ اے خدا شاہد رہ (کہ یہ سب کیسا صاف اقرار کر رہے ہیں)۔

8- دیکھو جو لوگ موجود ہیں وہ ان لوگوں کو جو موجود نہیں ہیں۔ ان کی تبلیغ کرتے رہیں ممکن ہے کہ بعض سامعین سے وہ لوگ زیادہ تر اس کلام کو یاد رکھنے اور حفاظت کرنے والے ہوں جن پر تبلیغ کی جائے۔

(بحوالہ رحمتہ للعالمینؐ: قاضی محمد سلیمان منصور پوری جلد اول۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز۔ لاہور صفحات 305-301)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی اونٹنی پر تشریف فرما تھے اور تقریر فرما رہے تھا۔ ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرامؓ کا مجمع تھا جو میدان عرفات میں انتہائی پر ادب انداز میں موجود تھے۔ ان کے کانوں تک خطبہ حجتہ الوداع کی دلنواز آواز پہنچ رہی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ خطبہ رہتی دنیا تک کے لئے عظمت انسانیت کا اعلان کرتا ہے۔ بقول ڈاکٹر احمد فاروقی:

> "صحرائے حجاز میں ایک نبی امیؐ نے میدان عرفات میں اونٹنی کی پیٹھ پر بیٹھ کر جو آواز بلند کی تھی وہ چودہ سو برس سے اقصائے عالم میں گونج رہی ہے۔ ذرا غور کیجئے اس میں کونسا پہلو ایسا ہے جو تمام بنی نوع انسان کے حقوق کا اور انسانیت کی عظمت و شرف کا استقرار نہیں کرتا؟ اس سے زیادہ واضح، پر سوز اور اثر انگیز آواز کیا آج تک دنیا کے کسی مصلح، کسی ریفارمر، کسی لیڈر، کسی رہنما کی آواز انسانیت کے کانوں نے سنی ہے؟"

(مقالہ: انسانیت کا منشور آزادی' نقوش' رسول' نمبر' جلد چہارم' صفحہ 744)

خطبہ حجتہ الوداع کے مذہبی اور اخلاقی پہلو: خطبہ حجتہ الوداع بے شمار مذہبی اور اخلاقی تعلیمات کا فقید المثال مجموعہ ہے۔ انسانیت کے اس منشور آزادی میں حسب ذیل اصول غور طلب ہیں:

1- آج کی دنیا بنیادی حقوق کی باتیں کرتی ہے اور اس کی جدوجہد میں کارفرما ہے۔ جیو اور جینے دو کا اصول یعنی (Peacful Co-Existence) وہ حق ہے جو عالمی طاقتیں دوسری اقوام کو نہیں دیتی ہیں۔ حضورؐ نے انسان کے بنیادی حقوق کا تعین خطبہ حجتہ الوداع میں فرمایا۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"لوگو! مجھے امید نہیں کہ ہم تم پھر کبھی اس جلسہ میں اکٹھے ہوسکیں۔ دیکھو! تمہارا خون' تمہارا مال اور تمہاری آبرو ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے وہ آج کے دن اس شہر میں اور اس مہینہ میں حرام ہیں"۔

2- انتقام کا جذبہ افراد اور اقوام کی زندگی میں فساد پیدا کردیتا ہے۔ دور حاضر میں اسلحہ کی دوڑ اقوام عالم کو تباہی کی طرف لے جارہی ہے۔ انسان انسان کے خون کا پیاسا ہے۔ آپؐ نے انتقام کے اس جذبہ کو ختم کرنے کا اعلان فرمایا۔

3- آج مغرب حقوق نسواں کی تحریک چلائے ہوئے ہے۔ اسلام نے ایک متوازن نظام قائم کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حقوق نسواں اس خطبہ میں متعین فرمائے۔ آپؐ نے مردوں پر بھی فرائض مقرر فرمائے۔

4- کوئی معاشرہ اس وقت تک ظلم و جبر سے پاک نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس میں خود احتسابی کا جذبہ نہ پیدا ہو۔ حضورؐ نے معاشرے میں استحکام پیدا کرنے کے اصول متعین فرمائے۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"دیکھو! تم اپنے رب سے ملوگے تو وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں باز پرس کرے گا۔ خبردار! میرے بعد گمراہ نہیں ہوجانا۔ کبھی آپس میں ایک دوسرے کی گردن نہ کاٹنے لگو"۔

5- آپ نے اتفاق اور اتحاد کا درس دیا۔ اسی میں اقوام کی بھلائی اور ترقی کا راز ہے۔

6- آپ نے جہالت کی رسموں کی بیخ کنی فرمائی۔ ایسی رسمیں معاشرے کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہیں۔ آپ نے اعلان فرمایا:

"دیکھو! جاہلیت کی ہر بری رسم کو میں اپنے پیروں تلے روندتا ہوں۔"

7- آپ نے سود کے خاتمے کا اعلان فرمایا۔ سود معاشی اور معاشرتی استحصال کا سبب بنتا ہے۔ آپ نے ایک مکمل اور متوازن معاشی نظام کا تصور دیا۔ ایسے نظام کا نفاذ بھی کر کے دکھایا جب مدینہ منورہ ایک اسلامی فلاحی ریاست بنی۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

"جاہلیت کے دور کے سارے سود بھی ختم اور سب سے پہلے میں اپنے خاندان سے عباس بن عبدالمطلب کا سود چھوڑتا ہوں۔"

8- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس خطبہ کے ذریعے تمام مسلمانوں کو اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جو اسلامی معاشرے کا بنیادی دستور ہے۔

9- آپ نے ختم نبوت کے عقیدے کی بھی وضاحت فرمائی: آپ کے بعد سلسلہ نبوت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔

10- اس خطبہ کے ذریعے آپ نے ارکان اسلام کی ادائیگی کی تاکید فرمائی۔

11- دور حاضر میں بدامنی' سیاسی خلفشار' بدنظمی اور انتشار نے لوگوں کی زندگی اجیرن بنا دی ہے۔ آپ نے وقت کے حاکم کی اطاعت کی تلقین فرمائی۔ اگر اس حکم پر ہم عمل پیرا ہوں تو معاشرے سے بدامنی دور ہو جائے۔

12- آپ نے اشاعت دین کا حکم صادر فرمایا۔ آپ کا حکم ہے کہ اس خطبہ کی تعلیمات کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلایا جائے تاکہ انسانی حقوق سے اقوام عالم واقف ہو سکیں۔

13- نسلی امتیاز اس دور کا بہت بڑا المیہ ہے۔ آپ نے خطبہ حجتہ الوداع میں اس تصور پر کاری ضرب لگائی۔ آپ نے اس مختصر سے جملے سے تمام عالم انسانیت میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا:

"لوگو! سن لو کہ تمہارا پروردگار ایک ہے اور تمہارا باپ ایک ہے (یعنی حضرت آدم علیہ السلام) عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر' کالے کو گورے پر یا گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں مگر صرف تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنا پر۔"

آپؐ نے رنگ، نسل اور زبان کی بنیاد پر فضیلتوں کو ختم کر دیا اور تقویٰ کو معیار مقرر فرمایا۔

14- آپؐ نے ارشاد فرمایا:

"دیکھو! ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور تمام مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔"

اس میں مسلمان امت کے لئے اسلامی اخوت اور بھائی چارے کا عظیم درس ہے۔

15- آپؐ نے گمراہی سے بچنے کا طریقہ بھی بتایا۔ کتاب اللہ سے رہنمائی ہدایت و سعادت کا سرچشمہ ہے۔ حضورؐ کی سیرت طیبہ اس کی عملی تفسیر ہے۔

16- اپنے ماتحت غلاموں کے خیال رکھنے کا حکم دیا۔ فرمایا: جو خود کھاؤ وہی انہیں کھلاؤ۔ جو خود پہنو وہی انہیں پہناؤ۔"

حضور اکرمؐ کے خطبات:

علماء کرام اور محققین اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ حجۃ الوداع میں حضورؐ نے ایک خطبہ نہیں دیا تھا بلکہ تین خطبے ارشاد فرمائے تھے۔ تفصیل یوں ہے:

1- پہلا خطبہ 9 ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں دیا۔

2- دوسرا خطبہ 10 ذی الحجہ کو منیٰ میں دیا۔

3- تیسرا خطبہ بھی 11 یا 12 ذی الحجہ کو منیٰ میں دیا۔

آپؐ کے خطبات شریفہ امت کے لئے وصایا کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ خطبات مختصر تھے لیکن معانی کے لحاظ سے ان میں انسانی مسائل کا مکمل حل موجود ہے۔

خوف خدا

حضرت ربعی ابن خراش رحمۃ اللہ علیہ ایک جلیل القدر تابعی ہیں انہوں نے ساری زندگی کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ انہوں نے قسم کھائی تھی کہ جب تک مجھے آخرت میں اپنا مقام معلوم نہ ہو جائے میں ہرگز نہیں ہنسوں گا۔ چنانچہ ساری زندگی نہیں ہنسے۔ وفات کے وقت ان کو ہنستے ہوئے دیکھا گیا۔ اسی طرح ان کے بھائی ربیع ابن خراش رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قسم کھائی تھی کہ جب تک مجھے معلوم نہ ہو جائے کہ میں جنتی ہوں یا دوزخی، اس وقت تک نہیں ہنسوں گا۔ جب ان کی وفات ہوئی تو ان کو غسل دینے والے کا بیان ہے کہ جب تک ہم ان کو غسل دیتے رہے وہ برابر ہنستے رہے۔ ان دونوں حضرات کے بھائی مسعود رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جنہوں نے اپنی وفات کے بعد کلام کیا تھا گویا سارا کنبہ نور علیٰ نور تھا۔

(صحیح مسلم صفحہ ۷ جلد ۱)

ایڈیٹر کے قلم سے

میں بھی حاضر تھا وہاں.....

الحمرا لاہور میں یوم حمید نظامی کی یادگار تقریب

حمید نظامی مرحوم دنیائے صحافت کے بے تاج بادشاہ تھے۔ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ مرحوم کا قلم جرات و شجاعت سے عبارت تھا اور ان کی عبارت قومی امنگوں اور عوامی جذبوں کی ترجمان تھی۔ میدان صحافت میں حمید نظامی کے کارہائے نمایاں کو مدتوں یاد رکھا جائے گا۔ جب بھی صحافت کی تاریخ مرتب ہوگی۔ مولانا ظفر علی خان' مولانا محمد علی جوہر' مسرت موہانی' آغا شورش کاشمیری' صلاح الدین کے ناموں کے ساتھ حمید نظامی کا نام بھی درخشندہ و تابندہ نظر آئے گا۔

یکم مارچ بروز اتوار الحمرا ہال لاہور میں بانی ادارہ نوائے وقت حمید نظامی مرحوم کی یاد میں ایک تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں انہیں امام صحافت کے لقب سے نوازا گیا۔ یہ تقریب اس لحاظ سے غیر معمولی اہمیت کی حامل تھی۔ کہ صدر پاکستان محترم رفیق تارڑ پہلی بار کسی عوامی تقریب میں شریک ہوئے۔ اسٹیج سے لے کر سامعین کے مختلف گوشوں تک بولنے اور سننے والے مختلف فکر و نظر کے لوگ ایک جگہ جمع ہو کر حمید نظامی کو خراج عقیدت پیش کر رہے تھے۔ راقم اپنے ساتھیوں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی' محمد متین خالد اور پنجابی شاعر خلیل کمتر کے ہمراہ ہال میں پہنچا تو آخری چند نشستوں کے سوا تمام نشستوں پر حمید نظامی کی محبت قبضہ جما چکی تھی۔ تقریب کے آغاز کے بعد الحمرا کا وسیع ہال تنگی داماں کی شکایت کرنے لگا۔ بعض اہم ادبی' علمی' سیاسی شخصیات نے جگہ نہ ملنے کے باوجود کھڑے ہو کر تقریب میں حصہ لیا۔ میرے نزدیک یہ بھی حمید نظامی کو خراج عقیدت پیش کرنے کا ایک انداز تھا۔ کیونکہ ایک بے باک اور نڈر صحافی کی قدر و منزلت آج بھی لوگوں کے دلوں میں تھی۔ ان کی یادوں کے انمٹ نقوش آج بھی نمایاں تھے۔

دل پہ یوں چھوڑ گیا سیل بلا اپنے نقوش
جیسے ریت پہ لہروں کے نشان ہوتے ہیں

اچانک اسٹیج روشن ہوا۔ تو اس کے ساتھ ہی صدر مملکت محترم محمد رفیق تارڑ گورنر پنجاب شاہد حامد کے ہمراہ ہال میں داخل ہوئے۔ بھرے ہال نے کھڑے ہو کر' نعرے لگا کر اور تالیاں بجا کر ایک درویش صفت صدر کا استقبال کیا۔ ایسے موقعوں پر ماضی کے حکمران ایڑیاں اٹھا کر دونوں ہاتھ فضا میں بلند کیا کرتے تھے۔ صدر مملکت نے عاجزی و انکساری سے مجمع کی طرف رخ کر کے نیاز مندانہ انداز میں ہاتھ اٹھایا۔ اور اپنی نشست پر اطمینان سے بیٹھ گئے۔ مجھے ان کا یہ انداز بہت بھایا۔ کیونکہ سادگی اور متانت کے ساتھ اس میں کچھ بھولا پن بھی

شامل تھا۔ اسٹیج کی کرسیوں پر دائیں جانب مزدور رہنما خورشید احمد' بیگم ممتاز رفیع' الطاف گوہر' محترم جاوید اقبال' جناب نسیم حسن شاہ' سابق وزیر اعلیٰ سرحد محمد صابر شاہ' وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف' محترم مجید نظامی' صدر پاکستان محمد رفیق تارڑ' جناب عارف نظامی' وزیر اطلاعات و نشریات مشاہد حسین' وزیر ثقافت و محنت شیخ رشید احمد' اعجاز الحق اور لیاقت بلوچ جیسے مہمانوں کے چہرے تیز روشنیوں کی زد میں چمکنے کے ساتھ ساتھ دمک بھی رہے تھے۔

تقریب کا آغاز قاری نور محمد کی تلاوت سے ہوا۔ معروف نعت خواں سید مرغوب ہمدانی نے ہادی برحق ﷺ کے حضور حفیظ جالندھری کی نعت نذرانہ عقیدت کے طور پر پیش کی۔

سلام اس پر کہ جس نے بیکسوں کی دستگیری کی
سلام اس پر کہ جس نے بادشاہی میں فقیری کی
سلام اس پر کہ جس کے گھر میں چاندی تھی نہ سونا تھا
سلام اس پر کہ ٹوٹا بوریا جس کا بچھونا تھا

موقع محل کے مطابق کلام کے انتخاب اور آواز کے جادو سے سامعین پر ایک وجدانی کیفیت طاری تھی۔ بے شمار آنکھیں پرنم اور بعض چہرے اشکبار ہوگئے۔ حمید نظامی مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنے والے پہلے مقرر محمد صابر شاہ سابق وزیر اعلیٰ سرحد تھے۔ انہوں نے حمید نظامی کو قائد اعظم کا سپاہی اور مسلمانوں کا محسن قرار دیا۔ انہوں نے کہا حمید نظامی نے میدان صحافت میں بیک وقت انگریزوں اور

اگر سلطان صابر ہے تو ملامت کے ساتھ اس کی کوتاہی کا احساس دلایا جائے

(صدر مملکت محمد رفیق تارڑ)

ہندوؤں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ محمد صابر شاہ نے اے این پی کے حوالہ سے کہا کہ پختونخواہ کا مسئلہ اٹھا کر ملکی سالمیت اور تشخص کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ازاں بعد اسٹیج سیکرٹری نے بیگم ممتاز رفیع کو خطاب کی دعوت دی۔ تو انہوں نے لکھی تحریر کے ساتھ تقریر مکمل کی۔ ان کا کہنا تھا کہ حمید نظامی صحافت کا روشن مینار تھے۔ انہوں نے سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ لکھا۔ بیگم صاحبہ کا گلہ تھا کہ وعدہ کے مطابق خواتین کو ان کا حق نہیں دیا گیا۔ اور اسمبلیوں میں عورتوں کی نشستیں بحال نہیں کی گئیں۔ بے نظیر بھٹو کی کابینہ میں وہی واحد خاتون تھیں۔ مسلم لیگ حکومت کی کابینہ میں اس وقت دو خواتین وزیر شامل ہیں۔ جبکہ مشیر خواتین اس سے کہیں زیادہ ہیں۔ بیگم رفیع مسلم لیگ پاکستان کی سنٹرل کمیٹی کی رکن ہیں۔ میاں شہباز شریف اس دن بہترین فارم میں نظر آئے۔ انہوں نے سب کا ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ لیکن افسوس کہ اپنی جماعت کی مرکزی خاتون لیڈر کی تسلی

میں بھی سوچتا تھا کہ قرآن میں منافقین کا بار بار کیوں ذکر آتا ہے

(الطاف گوہر)

میں کچھ نہ کہہ سکے۔

مزدور رہنما خورشید احمد نے تھوڑی تقریر میں زیادہ داد پائی۔ سامعین کے ایک مخصوص گوشہ میں ان کے حواریوں کی اچھی خاصی تعداد موجود تھی۔ جو ان کے منع کرنے کے باوجود انہی کے نام کے نعرے لگاتے رہے۔ اور دوران تقریر مسلسل تالیاں پیٹتے رہے۔ یہ حواری کم اور موصوف کے پجاری زیادہ محسوس ہوتے تھے۔ خورشید احمد نے حمید نظامی کو صحافت کا ترجمان اور جمہوریت کا پاسباں قرار دیا۔ انہوں نے اپنے پر جوش خطاب میں حکومتی جماعت کو انتخابات میں خلافت راشدہ کا نظام نافذ کرنے اور کشکول توڑنے کے وعدے یاد دلائے۔ ممتاز شاعر مظفر وارثی نے کشکول توڑنے سے متعلق عوام اور سامعین کے جذبات کی بھرپور ترجمانی کی۔

کشکول توڑ کے پھر کیوں اٹھالیا؟ ہندو بلائے جانے لگے ہیں بسنت پر
دشمن کیوں ہمارا مدد گار ہے ابھی کیا غیرت اپنی اتنی مردار ہے ابھی
بھارت سے اتنا شوق تجارت ہے کس لئے لوہے کو احتساب کا کیوں زنگ کھا گیا
کشمیر میں وہ برسر پیکار ہے ابھی لوٹا ہوا خزانہ تو اس پار ہے ابھی

مظفر وارثی نے ہر مصرعہ پر داد پائی۔ اس طرح الحمرا کا وسیع و عریض ہال بار بار سامعین کی تالیوں سے گونجتا رہا۔ یوں محسوس ہوتا تھا۔ گویا کوئی اپوزیشن لیڈر نثر کی بجائے نظم میں حکومت پر تنقید کر رہا ہو۔ شیخ رشید احمد وفاقی وزیر ثقافت و محنت تالیوں کی زبردست گونج میں مائیک پر آئے۔ انہوں نے حمید نظامی کی یاد کے حوالہ سے اپنی تقریر کا آغاز کیا۔ ملکی اقتصادی مسائل پر تبصرہ کرنے کے بعد غریب کے بیٹے کی نوکری کا سوال ہے بابا پر تقریر کا اختتام کیا۔ وزیر محنت ہو کر جب وہ وزیر اعلیٰ پنجاب سے نوکری کی التجا کر رہے تھے تو حکومتی سطح پر ان کی بے بسی بھی بے نقاب ہو رہی تھی۔ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسی پر روزنامہ خبریں کے ایڈیٹر ضیا شاہد نے پھبتی کسی کہ حکومت میں آکر انسان کتنا مجبور ہو جاتا ہے۔ شیخ رشید کی شوخی گفتار میں اپوزیشن کا انداز اور حکومت کی زبان دونوں شامل تھے۔ یہ کہہ کر وہ قصیدہ خواں یا میراثی وزیر نہیں خوشامد کے بغیر وزیر اعظم نواز شریف کی مدح اور وزیر اعلیٰ شہباز شریف کی ستائش میں بہت کچھ کہہ ڈالا۔ یہ ان کے ایک کامیاب مقرر ہونے کی دلیل ہے۔

یوم حمید نظامی کی تقریب میں میلہ لوٹنے والے اصل مقرر معروف قلمکار اور تجزیہ نگار الطاف گوہر تھے۔ ان کی تقریر کو سامعین نے اتنا سراہا کہ موصوف تقریر ختم کر کے فاتحانہ انداز میں جب اپنی نشست کی طرف بڑھ رہے تھے تو پورا ہال تالیوں سے گونج رہا تھا۔ تاہم وزیر اعلیٰ پنجاب کے ایک جملہ نے الطاف گوہر کی

ساری تقریر پر پانی پھیر دیا۔ یوں میاں شہباز شریف نے میلے کے علاوہ میلہ لوٹنے والے کو بھی لوٹ لیا۔ وزیر اعلیٰ پنجاب اپنی نشست پر واپس آئے تو الطاف گوہر حق ہمسائیگی ادا کرنے کے علاوہ بہترین سپورٹس مین سپرٹ کا مظاہرہ بھی کیا۔ وزیر اعلیٰ نے جس جملہ پر بے تحاشا داد پائی وہ یہ تھا کہ جناب الطاف گوہر صاحب نے ہمیں نصیحت کے نگینے پیش کئے ہیں۔ کاش وہ یہی نگینے اپنی جوانی میں ایوب خان کے دور میں بھی پیش کرتے۔ زرخیز دماغ صحافی حقیقی طور پر داد کا مستحق ہے۔ جس نے یہ جملہ چٹ پر لکھ کر وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھجوایا تھا۔

الطاف گوہر نے اپنی تقریر میں کہا لوگ اسلامی انقلاب کی بات کرتے ہیں۔ رفیق تارڑ آج انقلاب لاسکتے ہیں۔ اگر وہ کہہ دیں کہ میں صدارتی محل میں نہیں جاؤں گا۔ انہوں نے فیڈرل کاسترو سے اپنی ایک ملاقات کا حوالہ دیتے ہوئے بتایا کہ اپنے پیشرو کے چھوڑے ہوئے محل کے نیچے سکول اور اوپر کی منزل میں فیکٹری اور اس کے کمرے کے ایک کونے ہی میں انہوں نے اپنا دفتر بنا رکھا تھا۔ انہوں نے کہا ان حکمرانوں کو محلوں سے نکال کر جھونپڑوں میں بٹھادیا جائے تو ایوان صدر اور وزیر اعظم ہاؤس میں بہت سے تعلیمی ادارے

اے کاش الطاف گوہر نصیحت کے یہ نگینے اپنی جوانی میں ایوب خان کے دور میں پیش کرتے

(وزیر اعلیٰ پنجاب)

چل سکتے ہیں۔ الطاف گوہر خراماں خراماں حکومت پر چٹکیاں بھرتے رہے۔ ایک موقع پر وی آئی پی کلچر کے خاتمہ سے متعلق انہوں نے حکومت کے دعوی پر چوٹ کرتے ہوئے کہا کہ میں بھی سوچتا تھا کہ قرآن کریم میں بار بار منافقین کا ذکر کیوں آتا ہے؟ الطاف گوہر نے مہمان خصوصی صدر مملکت محمد رفیق تارڑ کو بھی اپنے طنز کا بطور خاص نشانہ بنایا۔ انہوں نے بتایا کہ ایک روز میں اور اعجاز بٹالوی کھانا کھا کر ہوٹل سے باہر نکلے۔ تو پولیس والے لوگوں کو پیچھے دھکیل رہے تھے۔ کسی نے پوچھا کہ یہ انتظامات کس لئے ہیں اور کون آرہا ہے۔ جواب دیا گیا کہ صدر فضل الٰہی آرہے ہیں۔ اس پر ایک باباجی نے کہا "اوے اونوں کنے مارنا ایں" الطاف گوہر کی اس چٹکی پر صدر پاکستان بھی باقی سامعین کی طرح کھل کھلا کر ہنس پڑے۔ تاہم اپنی تقریر میں صدر مملکت رفیق تارڑ نے بھی اپنا واقعہ سنا کر ادھار چکا دیا کہ جب میں ہائی کورٹ کا چیف جسٹس بنایا گیا تو اچانک میری گاڑی کے آگے ہوٹر کے علاوہ پیچھے پولیس کی گاڑیاں لگادی گئیں۔ میں نے سیکرٹری کی معرفت پوچھا۔ آج کیا بات ہے انہیں بتایا گیا کہ آج سے۔ وہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس ہیں۔ اور یہ سبھی کچھ ان کی حفاظت کے لئے ہے۔ صدر صاحب نے بتایا کہ میں نے ان سے کہا میں گذشتہ پندرہ برس سے ہائی کورٹ آرہا ہوں "ہن مینوں کنے مارنا ایں" صدر مملکت رفیق تارڑ نے اگرچہ یہ بات جواب آں غزل کے طور پر مزاحاً کی لیکن صدر صاحب یہ بات کہتے ہوئے بھول

گئے کہ انہیں تو ایک دفعہ مارنے کی کوشش کی گئی تھی۔ وہ قاتلانہ حملے میں زخمی ہونے کے باوجود بچ نکلے تھے۔ اللہ نے انہیں پاکستان کا سب سے بڑا منصب عطا کرنا تھا۔ سو اللہ نے انہیں زندہ رکھا۔ ہماری دعا ہے کہ رب العزت انہیں اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ اور پاکستان کے دشمنوں سے محفوظ رکھے۔ زندگی موت اللہ کے اختیار میں ہے۔ تاہم اب صدر مملکت رفیق تارڑ یہ نہیں کہہ سکتے کہ ''ہن مینوں کنے مارنا ایں''

صدر پاکستان محترم رفیق تارڑ کی تقریر انہی کی طرح سادگی و پرکاری کا نمونہ تھی۔ اس میں شفیق استاد کی طرح ناصحانہ پن اور جہاں دیدہ انسان کی طرح حکیمانہ انداز دونوں شامل تھے۔ ان کی اس بات کو صحافتی حلقوں کی جانب سے سراہا جانا چاہیے کہ جو ادارے باہر کی تنقید سے محفوظ ہوں انہیں اپنے وقار اور اعتبار کے لئے اندورونی احتساب کا کڑا نظام وضع کرنا چاہیے۔ صدر مملکت نے ایک مواقع پر محترم مجید نظامی کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا۔

حمید نظامی نے مسلم لیگی ہوتے ہوئے نوائے وقت کو پارٹی کا ترجمان نہ بننے دیا (لیاقت بلوچ)

جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا بلاشبہ بہترین جہاد ہے۔ لیکن کلمہ حق کے اسلوب، انداز بیان اور لب ولہجہ کا انتخاب کرتے وقت، یہ ضرور دیکھ لیا جائے کہ اگر سلطان جابر ہے تو اس کی قوت جبر پر زبردست تازیانہ لگے اور اگر سلطان صابر ہے تو اسے ملائمت کے ساتھ اس کی کوتاہی کا احساس دلایا جائے۔ صابر سلطان کے منہ سے نکلے اس جملے پر سامعین نے بے ساختہ داد دی۔

حمید نظامی مرحوم کو خراج عقیدت پیش کرنے والوں میں اپوزیشن کے واحد رہنما لیاقت بلوچ بھی شامل تھے۔ ان کے پیشرو حکومت پر تنقید کرتے ہوئے داد پاتے رہے، لیکن انہوں نے جونہی حکومت پر وار کیا۔ حکومتی جماعت کے ارکانوں کی انا جاگ اٹھی ان کی تقریر کی ناؤ مسلم لیگی کارکنوں کے نعروں اور شور وغوغا کے طوفان میں ڈوب گئی۔ یوم حمید نظامی کے حوالہ سے موضوع کے اعتبار سے یہ واحد تقریر تھی جس میں حمید نظامی کی بے مثال خدمات اور ان کے سنہری کارناموں کا ذکر بھی تھا۔ لیاقت بلوچ نے کہا کہ حمید نظامی نے مسلم لیگی ہوتے ہوئے تو نوائے وقت کو پارٹی کا ترجمان نہ بننے دیا۔ بلکہ حق سچ لکھتے رہے۔ رکن قومی اسمبلی اعجاز الحق کا خطاب اس لحاظ سے پرجوش تھا۔ کہ انہوں نے پختونخواہ مسئلہ پر اے این پی والوں کو للکارا۔ انہوں نے تالیوں کی گونج میں اعلان کیا کہ وہ سب کچھ برداشت کرسکتے ہیں بابائے قوم کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کرسکتے۔ اعجاز الحق شاید یہ بھول گئے کہ اس ملک میں بانی پاکستان ہی نہیں بانی اسلام ﷺ بھی توتوہین سے نہیں بچ سکے۔

اعجاز الحق کی اس بات سے کہ وہ امریکہ کے خلاف نہیں سامعین نے ناگواری کا عملی اظہار کیا اور منچلے نوجوانوں نے طنزاً ''امریکہ زندہ باد کے نعرے لگا کر اعجاز الحق کو شرمسار کرنے کی کوشش کی۔ اسی امریکہ بہادر نے ان کے والد گرامی جنرل محمد ضیاء الحق سمیت بے شمار قیمتی جرنیلوں کو ٹھکانے لگایا تھا۔ روزنامہ خبریں کے چیف ایڈیٹر ضیا شاہد اور فرزند اقبال' جناب جاوید اقبال نے حمید نظامی کو پاکستان کی نظریاتی سرحدوں کا محافظ قرار دیا۔ انہوں نے حمید نظامی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ ان کی جلائی شمع آج بھی روشن ہے۔ انہوں نے کہا نوائے وقت واحد ادارہ ہے جو نظریہ پاکستان اور مادر علمی کی نظریاتی اساس حفاظت کر رہا ہے۔ جاوید اقبال نے پتے کی بات کہی۔ کہ یہ کہنا غلط ہے کہ مسلمان 'مسلمان نہیں مار سکتا۔ موصوف کی اس بات کی تائید اسلام کی تاریخ سے بھی ہوتی ہے۔ یہ بھیانک اور خونی باب ہمیں خون کے آنسو رلاتا ہے۔ افسوس کہ اب ملک میں وہی تاریخ دہرائی جا رہی ہے۔ جو ہمارے زوال کا باعث بنی تھی۔ جلسہ عام بننے والی تقریب سے گورنر پنجاب شاہد حامد اور مشاہد حسین وزیر اطلاعات ونشریات نے بھی خطاب کیا۔ تقریب کی طویل ترین تقریر پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں شہباز شریف کی تھی۔ جنہوں نے عوام کی عدالت میں عائد شدہ الزامات اور حکومت پر کی گئی تنقید کا موثر انداز میں مقدمہ لڑا۔ بشیر حسین ناظم نے بانی ادارہ نوائے وقت کو منظوم خراج عقیدت پیش کیا۔ نظامت کے فرائض عارف الاسلام صدیقی نے سرانجام دیئے۔ جو مقررین کو بلانے سے قبل برموقع اشعار سے سامعین کو محظوظ کرتے رہے۔ لاہور کی علمی 'ادبی اور ثقافتی تقاریب کی قدآور شخصیت جسٹس (ر) نسیم حسن شاہ تقریب کے آخری مقرر تھے۔ انہیں غالباً ''تبرکاً'' دعوت دی گئی تھی۔ کیونکہ اس وقت میلہ لوٹ لئے جانے کے بعد ٹوٹ بھی چکا تھا۔

دنیا میں محمدؐ کے دیوانے ہزاروں ہیں

راہی شہابی

۱۳/جون کو دہلی کے تاریخی اردو پارک میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے موقع پر فدائیان ختم نبوت کے عظیم مجمع کو دیکھ کر مشہور شاعر جناب راہی شہابی نے درج ذیل اشعار ایسے ترنم میں پڑھے کہ سننے والا ہر شخص جھوم گیا۔

صہبائے عقیدت کے پیمانے ہزاروں ہیں
عرفانِ رسالت کے میخانے ہزاروں ہیں
دامن میں لئے اپنے نذرانے ہزاروں ہیں
کاندھے پہ کفن ڈالے مستانے ہزاروں ہیں
صدیوں سے جو روشن ہے کاشانۂ عالم میں
اس شمعِ رسالت کے پروانے ہزاروں ہیں
گستاخ زبانوں کو وہ کاٹ کے رکھ دیں گے
دنیا میں محمدؐ کے دیوانے ہزاروں ہیں

من قاش فروش، دل صد پارہ خویشم
دل لخت لخت کی چند قاشیں

قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجاز پیر طریقت حضرت قبلہ سید انور حسین الحسینی دامت برکاتہم ۱۹۸۳ء میں حجاز مقدس تشریف لے گئے۔ تو آپ نے ۸ ستمبر ۱۹۸۳ء کو سید اظہار احمد گیلانی کو ایک مختصر والا نامہ تحریر فرمایا جس میں آپ نے فرمایا کہ "یہ درماندہ مواجہ شریف پر حاضر خدمت اقدس ہوا تو فوراً" ایک شعر وارد ہوا بعد میں تدریجاً" مدینہ منورہ ہی میں اور شعر بھی ہوگئے۔ کل رات رخصت چاہی تو آخری شعر۔ دل لخت لخت کی چند قاشیں آپ کی ضیافت طبع کے لئے ارسال خدمت ہیں" والسلام

(احقر نفیس یکم ذی الحجہ ۱۴۰۳ھ)

عطا قدموں میں ہو دائم حضوری ، یا رسول اللہ ﷺ
ہے اب ناقابل برداشت دوری ، یا رسول اللہ ﷺ

عنایت ہو اگر اک لمحہ ، اپنی خاص خلوت کا
مجھے اک عرض کرنی ہے ضروری ، یا رسول اللہ ﷺ

اجازت ہو تو کچھ چشمان تر سے بھی بیاں کرلوں
ابھی ہے داستان غم ادھوری ، یا رسول اللہ ﷺ

مرا سرمایہ ایماں فقط حرف محبت ہے
مجھے ازبر نہیں کنز وقدوری ، یا رسول اللہ ﷺ

مری غایت تمنا ہے، دراقدس کی دربانی
زہے عزت ، اگر ہوجائے پوری ، یارسول اللہ ﷺ

مدینہ ہی میں آکر راحت وتسکین پاتی ہے
دل فرقت زدہ کی ناصبوری ، یا رسول اللہ ﷺ

دم رخصت نفیس اشکوں سے تر ہے، رحم فرماؤ
خدا را اک جھلک ہلکی سی ، نوری، یا رسول اللہ ﷺ

زر سالانہ یکصد روپیہ ارسال کیجئے

ماہنامہ لولاک کے سالانہ خریدار متوجہ ہوں !

الحمدللہ ماہنامہ لولاک نے اپنے نئے سفر کا ایک سال اس شمارہ پر مکمل کرلیا ہے۔ بغیر کسی تعطل کے سال کی بارہ اشاعتوں کے مکمل ہونے پر ہم اللہ رب العزت کے حضور شکر گذار ہیں۔ قارئین لولاک نے پرچہ کی سالانہ خریداری قبول کرکے جس طرح ہمارا حوصلہ بلند کیا اس پر ہم ان کے ممنون ہیں۔ بعض مقامات سے پرچہ کے نہ ملنے کی شکایات آئیں۔ یہ دراصل محکمہ ڈاک کی غفلت ہے۔ ورنہ دفتر سے باضابطہ تمام خریداروں کو ہرماہ بغیر کسی ناغہ یا وقفہ کے پرچہ بروقت ارسال کردیا جاتا ہے۔ اگر کہیں ایسی شکایت ہو تو اپنے ڈاکخانہ سے رجوع کریں اور دفتر کو بھی اطلاع کریں تاکہ بروقت تلافی کی جاسکے۔

ذیل میں جن حضرات کی سالانہ خریداری کی مدت اس پرچہ پر ختم ہورہی ہے ان کے خریداری نمبر شائع کر رہے ہیں۔ ان حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اولین فرصت میں زر سالانہ یکصد روپیہ منی آرڈر کرکے ممنون فرمائیں تاکہ اگلا پرچہ ان کو بھیجا جاسکے۔ خدانخواستہ اگر خریداری جاری رکھنی مقصود نہ ہو تو اطلاع دیکر ممنون فرمائیں۔

فہرست خریداری نمبر جن کی مالیت سالانہ ختم ہوچکی ہے۔

3 4 5 6 7 8 9 10 11 12 13 14 15 16 17 18 19 20 21 22 23 24 25 26 27

28 29 30 31 32 33 34 35 36 37 38 39 40 41 42 43 44 45 46 47 48 49

50 51 52 53 54 55 56 57 58 59 60 61 62 63 64 65 66 67 68 69 70 71

72 73 74 75 76 77 78 79 80 81 82 83 84 85 86 87 88 89 90 91 92 93

94 95 96 97 98 99 100 102 103 104 105 106 107 108 109 110 113 114 123 124

125 126 127 128 129 130 131 132 137 138 139 140 141 142 143 146 147 148 149

150 151 152 157 158 159 160 161 162 163 164 165 166 167 168 169 170 171 172

173 174 175 176 177 178 179 187 188 189 192 193 194 197 204 208 211 212

214

ادارہ

جماعتی سرگرمیاں

حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی کا دورہ بہاولنگر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا خدا بخش صاحب گذشتہ ہفتہ بہاولنگر تبلیغی دورہ پر تشریف لائے۔ بہاولنگر کے علماء حضرات اور جماعتی کارکنوں سے ملاقاتیں کیں' جن میں حضرت مولانا قطب دین امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت' مولانا سعید احمد صاحب جنرل سیکٹری عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بہاولنگر' حضرت مولانا جمیل احمد صاحب اخون مہتمم جامعہ العلوم عید گاہ قاری عبدالغفور صاحب' مولانا فیض احمد صاحب خطیب مہاجر کالونی' مولانا محمد یوسف قریشی امیر جمعیت علماء اسلام' مولانا عبدالحفیظ صاحب خطیب ریلوے' حافظ محمد اسلم فاروق ایڈوکیٹ' میاں سعید صاحب بودلہ ایڈوکیٹ' سابق صدر بار کونسل اور صابر علی صاحب' شیخ خلیل احمد صاحب' محمد اقبال صاحب' جناب شاکر صاحب' ان حضرات سے جماعتی اہم امور پر اور ضلع بہاولنگر میں قادیانیوں کی سرگرمیوں پر مشاورت ہوئی اور آئندہ کے لئے ضلع بہاولنگر میں جماعتی کام کو منظم طریقہ سے چلانے پر غور وخوض ہوا۔ تمام دوستوں نے حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ اور ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔

جامع مسجد مہاجر کالونی عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مولانا خدا بخش شجاع آبادی نے ملک بھر میں قادیانیوں کی سازشوں پر تشویش کا اظہار کیا اور عوام کو کہا کہ اگر آپ حضرات نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ساتھ دیا تو انشاء اللہ قادیانی اپنی کسی سازش میں کامیاب نہیں ہوں گے۔ مولانا نے کہا مجلس تحفظ ختم نبوت انشاء اللہ ہر محاذ پر قادیانیوں کا مقابلہ کرے گی مولانا نے مرزا طاہر کے حالیہ بیانات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کا آئین اور ملک پاکستان کو' کوئی ختم نہیں کرسکتا ہے اور نہ آئین کو۔ اب قادیانی دستوری لحاظ سے بھی کافر ہوچکے ہیں۔ کوئی طاقت ان کو اب مسلمانوں میں شامل نہیں کرسکتی۔ مولانا خدا بخش نے مطالبہ کیا کہ حکومت ان پر کڑی نظر رکھے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ ضلع بہاولنگر مولانا محمد طیب فاروقی بھی ساتھ رہے۔

گولارچی کے گردونواح میں قادیانیوں کی شرانگیز کاروائیاں

8 مارچ کو سندھ کے شہر گولارچی کے قریبی دیہات چک نمبر ۵۶ب ولہار کے رہائشی بکھر عرف لائق اور میر محمد ہنمور قوم سے تعلق رکھنے والے شہر میں مردم شماری کے فارم پر کرانے کے لئے آئے تو ڈاکٹر نصیر انور شیخ قادیانی کے

لڑکے وحید احمد قادیانی نے ان کو اپنی دکان پر بلا کر پوچھا کہ آپ نے فارم بھروانے ہیں انہوں نے کہا کہ ہاں۔ اس پر اس وحید قادیانی نے ان کے فارم ان سے نام پوچھ کر بھر دیئے۔ جب وہ فارم کی تصدیقات کے لئے ایک مقامی ڈاکٹر عبداللطیف کے پاس گئے تو اس نے فارم کو پڑھ کر پوچھا کہ آپ قادیانی ہیں تو انہوں نے کہا نہیں۔ ہم تو مسلمان ہیں اس پر ڈاکٹر عبداللطیف نے ان سے کہا کہ اس میں تو آپ د قادیانی لکھا ہے آپ نے فارم کس سے بھروائے ہیں تو وہ کہنے لگے کہ فرید کلینک سے۔ یہ کلینک وحید قادیانی کا ہے اس پر انہوں نے ہم سے مسجد مدینہ میں رابطہ کیا۔ ہم نے ایک اجلاس بلایا۔ اس میں فیصلہ یہ ہوا کہ فوراً ان کے بیانات اور ایک درخواست ایس ڈی ایم گولارچی کو دی جائے تاکہ قانونی کاروائی ہو۔ ادھر دوکاندار حضرات میں سے دو حضرات نے اس ڈاکٹر نصیر قادیانی اور وحید قادیانی سے ملاقات کی اور کہا کہ آپ نے ہمارے مسلمانوں کو قادیانی کیوں لکھا ہے تو انہوں نے کہا کہ جان بوجھ کر لکھا ہے اس کے بعد دوکاندار حضرات کا وفد از خود اس کے چچا ڈاکٹر رشید قادیانی سے ملا اور کہا کہ آپ کے بھتیجے نے یہ کام کیا اور بہت غلط کیا اس پر اس ڈاکٹر رشید قادیانی نے ان سے تلخ کلامی کی اور پستول سے فائر کیا لیکن قدرت خداوندی کہ فائر نہیں ہوا۔ یہ بدھ کا دن [redacted] مارچ کی تاریخ تھی اس دن جناب اسماعیل راہو وزیر صاحب آئے ہوئے تھے پوری انتظامیہ اس میں مشغول تھی ڈاکٹر رشید قادیانی کی اس بدمعاشی پر جمعرات کو پورے شہر میں ہڑتال کی کال دی گئی۔ رات گئے انتظامیہ نے احباب سے رابطہ کیا اور علماء کرام اور معززین شہر سے ایک اجلاس ہوا۔ جس میں تمام احباب نے ان کی فوری گرفتاری کا معاملہ پیش کیا۔ اس پر رات گئے انتظامیہ نے ان دونوں قادیانیوں کو گرفتار کیا اور اس کے بعد جمعرات کی صبح یہاں شہر میں ایک عجیب سماں تھا پورا شہر بند تھا ہر طرف نعرہ ختم نبوت بلند ہو رہے تھے انتظامیہ نے علماء کرام سے درخواست کی کہ ملزم گرفتار ہو چکے ہیں آپ ہڑتال ختم کرنے کا اعلان کریں۔ اس پر مسجد مدینہ میں ایک بہت بڑا جلسہ ہوا۔ جس میں یہاں کے مقامی علماء کرام نے تقاریر کیں۔ اور لوگوں کو پر امن رہنے کی تلقین کی۔ اس کے بعد لوگوں نے ہڑتال ختم کی۔ بعد میں جمعرات ہی کو جناب ڈی سی صاحب ضلع بدین تشریف لائے اور علماء کرام سے ملاقات کی۔ جس میں ڈی سی صاحب نے فوری کیس چلانے کا حکم دیا۔ حالات اب الحمدللہ پر امن ہیں۔ عوام کے مطالبہ کو اگر وعدہ پر ٹرخانے کی کوشش کی گئی اور قادیانیوں کو قرار واقعی سزا نہ ملی تو معاملہ پھر بگڑ جائے گا۔ اس لئے گورنمنٹ کو چاہیے کہ ایسے قادیانیوں سے کوئی رعایت نہ کرے۔

(رپورٹ مولانا محمد علی صدیقی)

سلانوالی میں قادیانی کا قبول اسلام

سلانوالی کے رہائشی محمد یونس ولد چراغ دین قوم مغل نے قادیانی مذہب سے تائب ہو کر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تحصیل سلانوالی کے صدر جناب افضل الحسینی اور مرکزی جامع مسجد غلہ منڈی سلانوالی کے خطیب قاری

عبدالستار کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ محمد یونس نے کہا کہ میں قادیانی مذہب چھوڑ کر "دین محمدی ﷺ" قبول کرتا ہوں اس بارے میں مجھ پر کسی قسم کا کوئی جبر نہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کو کافر' دجال' کذاب مانتا ہوں میرا ایمان ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور ان کے بعد نبوت کا دعویٰ کرنے والا اسلام سے خارج ہے۔

بلوچستان عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مجلس عاملہ کا اجلاس

۲۸ فروری کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کی مجلس عاملہ کا اجلاس صوبائی امیر مولانا محمد منیر الدین کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں شوریٰ کے رکن اور مرکزی جامع مسجد کے خطیب مولانا انور الحق حقانی' مفتاح العلوم کے شیخ الحدیث مولانا عبدالباقی' جامع مسجد طوبیٰ کے خطیب مولانا قاری محمد حنیف' مولانا امان اللہ مینگل' مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی' مولانا حسین احمد اسٹیل مل کراچی' مولانا عبدالعزیز جتوئی' قاری محمد اکبر' حاجی تاج محمد فیروز' حاجی نعمت اللہ خان' حاجی خلیل الرحمان' ملک سعید حسن' حافظ خادم حسین گجر اور دیگر رہنماؤں نے شرکت کی۔

اجلاس میں ملک میں بالخصوص بلوچستان میں قادیانیوں کی جارحانہ سرگرمیوں پر تشویش کا اظہار کیا کہ وہ صوبہ کے پر امن حالات کو خراب کرنا چاہتے ہیں اور مسلمان نوجوانوں کو ارتداد کی طرف راغب کرتے ہیں اپنے گھروں میں ڈش انٹینا دیکھانے کی دعوت دیتے ہیں اور ہر جمعہ کو اپنی عبادت گاہ میں مسلمان نوجوانوں کو زبر دستی لے جاتے ہیں اس لئے حکومت قادیانیوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے۔ اگر مسلمانوں نے ملی اور دینی حمیت کا ثبوت دیا تو اس کے نتائج کی تمام تر ذمہ داری قادیانیوں پر عائد ہوگی۔ اجلاس میں ایک قرار داد میں حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ قادیانیوں کو ملکی آئین کا پابند بنائے قادیانیوں نے حالیہ مردم شماری میں خود کو الگ تھلگ رکھنے کا فیصلہ کیا ہے یہ اقدام ملک کے آئین سے انحراف اور قانون سے غداری ہے اس کا محض مقصد یہ ہے کہ قادیانی دنیا سے اپنی تعداد مخفی رکھنا چاہتے ہیں اجلاس نے مردم شماری میں فرائض انجام دینے والے عملہ سے اپیل کی کہ وہ قادیانیوں کا اندراج ضرور کریں۔ اور قادیانی ولاہوری خانہ میں کریں۔

اجلاس نے ایک قرار داد میں اس امر پر تشویش کا اظہار کیا کہ موجودہ حکومت ۱۹۷۳ء کے آئین کی اوور ہالنگ کرنا چاہتی ہے۔ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ حکومت امریکہ' یہودی اور قادیانی لابی کے دباؤ کی وجہ سے آئین میں اسلامی دفعات کو یکسر ختم کرنا چاہتی ہے یا غیر موثر بنانا چاہتی ہے بالخصوص قادیانیوں کے بارے میں

۱۹۷۴ء کے متفقہ آئینی ترمیم اور توہین رسالت کے قوانین کو ختم کرنا چاہتی ہے۔ اس لئے دینی جماعتوں اور علماء کرام کا فرض ہے کہ وہ حکومت کے ان اقدامات کی کڑی نگرانی کریں اور عوام کو باخبر رکھیں۔ اجلاس میں فیصلہ ہوا کہ شہدائے ختم نبوت ۱۹۵۳ء مولانا شمس الدین شہید کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ۱۳ مارچ کو صوبہ بھر میں یوم شہدا منایا جائے گا۔

بلوچستان میں یوم مطالبات منایا گیا

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کی اپیل پر صوبہ بھر کی مساجد میں قرار دادوں کے ذریعے مطالبہ کیا گیا ہے کہ قادیانیوں کو آئین پاکستان کا پابند بنایا جائے اور مردم شماری میں حصہ نہ لینے پر ان کی شہریت منسوخ کردی جائے۔ صوبائی دارالحکومت کی سینکڑوں مساجد کے علاوہ ژوب، لورالائی، چمن، پشین، زیارت، قلعہ سیف اللہ، چھ ڈھاڈر، سبی، ڈیرہ اللہ یار، ڈیرہ مراد جمالی، ہرنائی، مستونگ، قلات، خضدار، خاران، نوشکی، تفتان، پنجگور، تربت اور گوادر کی سینکڑوں مساجد میں نماز جمعۃ المبارک میں مندرجہ ذیل قرار دادیں منظور کی گئیں۔ ایک قرار داد میں مطالبہ کیا گیا کہ امریکہ اور مغرب کی خوشنودی کے لئے آئین میں موجود اسلامی دفعات کو نہ چھیڑا جائے کیونکہ موجودہ حکومت نے آئینی ترامیم کے پیکج کے عنوان سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کی اوورہالنگ کا کام شروع کیا ہے پاکستان کو سیکولر ریاست بنانے کے لئے بین الاقوامی دباؤ دن بدن بڑھ رہا ہے خدشہ ہے کہ کہیں آئینی ترامیم کے پیکج کی آڑ میں ملک کے دستور میں شامل اسلامی دفعات کو ختم کرنے یا غیر موثر بنانے کی کوئی سازش کامیاب نہ ہوجائے۔ یہ اجتماع حکومت کو انتباہ کرتا ہے کہ آئین رسالت کے قانون اور قادیانیت سے متعلق آئینی ترامیم ختم کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ مسلمان چاہے کتنا ہی گنہگار ہو وہ ختم نبوت اور حضور نبی کریم ﷺ کی ذات کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کرے گا۔ دوسری قرار داد میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ مردم شماری میں حصہ نہ لینے والے قادیانیوں کی شہریت منسوخ کی جائے۔ ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی منتخب اسمبلی نے متفقہ طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا۔ قادیانیوں نے اب تک اس فیصلے کو تسلیم نہیں کیا اور وہ اب تک مردم شماری اور ووٹر لسٹوں میں اپنا نام مسلمانوں کی فہرست میں درج کراتے ہیں۔ اس سے ایک تو ان کی آبادی کا تناسب معلوم نہیں ہوتا اور دوسرا مسلمان بن کر مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں جو آئین پاکستان کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہے۔ اس لئے عامۃ المسلمین کا فرض ہے کہ وہ اپنے علاقوں میں کڑی نگاہ رکھیں کہ قادیانی کو مسلمانوں کی فہرست میں نام درج نہ کرانے دیں بلکہ ان کا اندراج غیر مسلموں کی فہرست میں کرائیں حکومت مردم شماری میں حصہ نہ لینے والے قادیانیوں کی شہریت منسوخ کرے۔

ساہیوال میں ختم نبوت کانفرنس

تربیتی اجلاس و خطبہ جمعہ

۱۲ مارچ جمعرات کو مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام جامعہ علوم شرعیہ میں علماء و طلباء کرام کا رد قادیانیت پر تربیتی اجلاس کا اہتمام کیا گیا۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، حضرت مولانا خدا بخش شجاع آبادی نے صبح ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک تربیتی اجتماع سے خطاب فرمایا۔ بعد میں شرکاء سے سوالات کئے گئے۔ ممتاز و نمایاں کامیابی حاصل کرنے والوں کو کتب کے انعامات دیئے گئے۔ انعامات کا اہتمام جامعہ علوم شرعیہ کے نائب مہتمم مولانا محمد طارق مسعود نے کیا۔

اس دن ظہر کی نماز کے بعد جامع مسجد عید گاہ میں شہر کے علماء اور خطباء کا خصوصی اجلاس منعقد ہوا۔ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ ترویج و اشاعت کے لئے متعدد فیصلے کئے گئے۔ حضرت مولانا قاری عبدالجبار، حضرت مولانا محمد عبدالستار، حضرت مولانا محمد امین اور دوسرے حضرات نے اجلاس کی کامیابی کے لئے سرپرستی فرمائی۔ اس روز عشاء کی نماز کے بعد جامع مسجد نور میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، حضرت مولانا خدا بخش صاحب، مولانا عبدالرزاق مجاہد، مولانا عبدالخالق رحمانی، مولانا محمد اسماعیل، مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، مولانا عبدالرشید، مولانا محمد دین شوق اور دوسرے علماء کرام نے خطاب فرمایا۔ کانفرنس رات ۲ بجے اختتام پذیر ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت مولانا مفتی محمد زکاء اللہ نے کی۔ کانفرنس میں حضرت مولانا سید انعام اللہ بخاری، مولانا قاری بشیر احمد، مولانا منظور احمد اور دوسرے حضرات نے شرکت کی۔ ۱۳ مارچ کو جمعہ کا خطبہ جامع مسجد غلہ منڈی میں مولانا محمد امین رشیدی صاحب کے ہاں جناب حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے ارشاد فرمایا۔

ایبٹ آباد میں چار قادیانیوں کا قبول اسلام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت یوتھ فورس ایبٹ آباد کی تبلیغی مساعی سے نصیر یعقوب، ناظرہ یعقوب، سعادت سلطانہ، اور ناصر یعقوب نے قادیانیت سے توبہ کر کے اسلام قبول کر لیا۔ ۲ مارچ کو ایبٹ آباد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر ممتاز عالم دین شیخ التفسیر حضرت مولانا شفیق الرحمن صاحب مدظلہ کی صدارت میں علماء کرام اور مجلس کے رہنماؤں کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں ان افراد نے ذیل کا حلف نامہ پڑھا اور اجلاس میں اس پر دستخط کئے۔

ٹنڈو آدم میں عظیم الشان ساتواں سالانہ ختم نبوت کنونشن اور وکلاء ختم نبوت کے اعزاز میں افطار

(نمائندہ خصوصی) مورخہ ۲۷ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ بعد نماز عشاء و تراویح جامع مسجد ختم نبوت ٹنڈو آدم میں شبان ختم نبوت ٹنڈو آدم کے زیر اہتمام ساتواں سالانہ ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا۔

کنونشن کا آغاز حافظ محمد طارق کی تلاوت قرآن سے کیا گیا۔ تلاوت کے بعد مجاہد ختم نبوت علی نواز خا خیلی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے ناظم اعلی جناب حکیم حفظ الرحمٰن صاحب نے نعتیں اور نظمیں پیش کر کے مجمع کو گرمایا۔

نعتوں اور نظموں کے بعد مجاہد ختم نبوت جناب محمد اکرم صاحب نے خطاب کیا ان کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے خازن جناب ماسٹر محمد سلیم مدنی صاحب نے مقالہ پیش کیا اور پھر شبان ختم نبوت یونٹ نیو علی گڑھ کالج کے کنو ینر جناب عابد حسین پنہور نے "ناموس رسالت اور قیام پاکستان کی گولڈن جوبلی" کے عنوان پر مقالہ پیش کیا ان کے بعد مقرر نوجوان مولانا محمد طاہر مکی نے اپنے مخصوص انداز میں سیرۃ النبی کے عنوان پر خطاب کیا اور ان کے بعد دارلعلوم ختم نبوت کے مدیر حضرت مولانا حفیظ الرحمٰن صاحب رحمانی نے ایمان افروز خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اب وہ وقت جا چکا کہ قادیانی کسی مسلمان کو دجل کے ذریعہ مرتد بنائیں ان کے بعد مولانا ابو طٰہ راشد مدنی مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے اپنے مخصوص انداز میں شکوہ جواب شکوہ کے انداز میں پاکستان میں ناموس رسالت اور ختم نبوت کے ساتھ ہونے والی زیادتیوں کی تفصیلات بیان کیں اور قادیانی عقائد و نظریات پر تفصیلی روشنی ڈالی آخر میں علامہ احمد میاں حمادی مرکزی رہنما عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایمان افروز بیان ہوا۔

اور آخر میں شبان ختم نبوت میں نئے شامل ہونے والے نوجوانوں سے حلف لیا اور دعا کروائی مورخہ ۲۷ رمضان ہی کو وکلاء ختم نبوت ٹنڈو آدم بالخصوص مجاہد ختم نبوت وکیل ناموس رسالت عاشق رسول ﷺ جناب امام بخش بلوچ ایڈوکیٹ صاحب کے اعزاز میں افطار پارٹی کا اہتمام کیا گیا افطار پارٹی کے شرکاء کو علامہ احمد میاں حمادی صاحب نے بتایا کہ جناب امام بخش صاحب بغیر فیس کے ناموس رسالت کے مقدمات ماتحت عدالت سے لے کر عدالت عالیہ تک فی سبیل اللہ ان کی پیروی کر رہے ہیں۔

آخر میں جناب بلوچ صاحب کو مبارک باد دی کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے تحفظ ناموس رسالت کا کام لیا ہے۔ (رپورٹ عابد حسین پنہور)

قادیانی پاکستان کو کمزور کرنے کی سازشوں میں مصروف ہیں

قصور (پ ر) عبدالرزاق مجاہد شجاع آبادی مبلغ تحفظ ختم نبوت نے دس دن ضلع قصور میں مدرسہ جامعہ رحمانیہ ٹھینگ موڑ جمعہ کے خطبہ میں خطاب کرتے ہوئے کہا۔ حکومت نے آئین سے اگر انحراف کیا تو انہیں قادیانیوں سمیت دریا برد کردیں گے۔ اور کہا کہ ختم نبوت کا منکر غیر مسلم قادیانی ٹولہ خود کو مسلم قرار دلوانے کے لئے آئین اور پاکستان کے ٹکڑے کرانے کی گھناؤنی اور مکروہ سازشوں میں مصروف ہے۔ اور بعض اعلیٰ حکومتی اہلکار اسلام اور ملک دشمن عزائم کی تکمیل میں ان کے مددگار ثابت ہورہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ غیر مسلم قادیانی اسلام اور پاکستان کو کمزور کرنے کے لئے اعلیٰ انتظامی عہدوں پر پہنچنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم حکمرانوں کو انتباہ کرنا چاہتے ہیں کہ یہ ملک عاشقان مصطفی ﷺ کا دیس ہے۔ اگر حکومت نے قادیانیوں کو خوش کرنے لئے اسلام شریعت اور آئین سے انحراف پر مبنی کوئی قدم اٹھایا یا آئین میں کوئی ترمیم کی تو عاشقان مصطفی ﷺ حکمرانوں کو قادیانیوں سمیت دریا برد کردیں گے۔ اور اگر ان کو کوئی زمین یا کوئی سکول ان کے نام الاٹ کردیا گیا تو کوئی نازک صورت حال پیدا ہوسکتی ہے۔ جن کی ذمہ داری انتظامیہ یا موجودہ حکمرانوں پر ہی ہوگی۔

اور اوکاڑہ میں مدرسہ مدینۃ الخیر صابری کالونی میں طلباء سے خطاب کرتے ہوئے عبدالرزاق مجاہد نے کہا کہ حکومت کو چاہیے کہ قادیانیوں کی صحیح مردم شماری کرائی جائے اور شناختی کارڈ کے فارموں اور ووٹ لسٹوں کے اندراج میں ان کو قادیانی ہی لکھا جائے قادیانی بڑی مکاری اور چالاکی سے الیکشن کے بائیکاٹوں کا ڈھونگ رچاتے ہیں اور اسمبلیوں میں کئی ممبر بھی بن جاتے ہیں اور تمام غیور مسلمانوں سے درخواست کی کہ جہاں بھی آپ کے شہر، حلقہ اور بستی میں قادیانی رہتے ہیں وہاں جاکر ووٹر لسٹوں میں چیک کریں کہ کہیں کسی قادیانی نے اپنے آپ کو مسلمانوں کی فہرستوں میں مسلمان تو نہیں لکھوایا۔ اگر لکھوایا ہو تو وہ کٹوادیں اور انہیں قادیانی لکھوادیں ان کے مکروفریب کا پردہ چاک کریں اور ان کے کفریہ عقائد سے امت مسلمہ کو آگاہ کریں آخر میں آپ حضرات یعنی (قارئین) اور میں یہ عہد کریں کہ انشاء اللہ مرزائیوں کی کسی سازش کو بھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

ادارہ

تبصرہ کتب

نام کتاب : سرگزشت مسکین مولف : غلام محمد خان نیازی

صفحات : ۲۸۶

قیمت : ؍۱۵۰روپے

ملنے کا پتہ : بساط ادب سرکلر روڈ لاہور

نگینہ بک ڈپو مسلم بازار میانوالی

الحاج صوفی عبدالرحیم خان نیازی موسی خیل ضلع میانوالی کے نیازی خاندان کے چشم وچراغ تھے۔ تعلیم سے فارغ ہوتے ہی سکول میں تدریس کے شعبہ پر فائز ہوگئے۔ آپ ہردل عزیز اور دلربا ہونہار شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کے علاقہ میں ایک عالم باعمل مجاہد فی سبیل اللہ عاشق رسول ﷺ حضرت مولانا گل شیر مرحوم تھے۔ جنکی سحربیانی اور شعلہ مقالی اور داؤدی لحن میں قرآن مجید پڑھنے کے انداز سے ہندوستان کا چپہ چپہ شاہد عدل ہے۔ حضرت مولانا گل شیر شیربیشہ حریت تھے۔ آپ نے قرآن وسنت کی روشنی کے اپنے علاقہ میں خوب دیپ جلائے۔ ان کی ذات مستودہ صفات سے جہاں ایک عالم نے فائدہ اٹھایا۔ وہاں صوفی عبدالرحیم خان نیازی کو بھی حصہ ملا۔ آپ نے اپنے مربی مولانا گل شیر مرحوم کے حکم سے خوب خدمت خلق کی۔ علاقہ کے غریب عوام کے مسائل کے حل کے لئے مثالی محنت کی۔ نواب آف کالاباغ کے ستائے ہوئے غریب عوام کے لئے صوفی عبدالرحیم کا وجود نعمت الٰہی تھا۔ آپ اپنے مربی حضرت مولانا گل شیرؒ کے ساتھ مجلس احرار اسلام میں شامل ہوئے۔ اپنی خداداد صلاحیتوں کی بنیاد پر احرار کی مرکزی ورکنگ کمیٹی کے رکن نامزد ہوئے تمام احرار رہنما سے محبت کرتے تھے۔ اور صوفی صاحب ان کی اطاعت کو اپنا فرض خیال کرتے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد قادیانی فتنہ کے خلاف مثالی کام کیا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں قید وبند کی مصیبتیں برداشت کیں۔ ۱۹۷۴ میں قائدانہ صلاحیتوں سے تحریک کو جلا بخشا۔ حضرت مولانا عبیداللہ احرار کے بعد مجلس احرار اسلام پاکستان کے صدر منتخب ہوئے۔

دنیائے فانی سے آخری سفر بھی مجلس احرار کے پرچم کے سائے میں طے ہوا۔ انہیں تفصیلات پر مشتمل یہ کتاب ہے۔ جو جناب غلام محمد خان نیازی نے ترتیب دی ہے۔ کتاب بڑی محنت وعرق سے مرتب کی

ہے۔ تقریباً ”پون صدی کے مدوجزر اور سیاسی حالات پر مشتمل ایک خوبصورت دستاویز تیار ہو گئی ہے۔ باب اول ناموں پر مشتمل ہے جس میں تمام مکتب فکر علماء اور ان کی زندگی کے مختلف شعبہ جات سے تعلق رکھنے والوں نے آپ کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ باب دوم میں مختلف شخصیات کے رشحات قلم کو یکجا کردیا گیا ہے جن میں حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ‘ مولانا کوثر نیازی‘ مولانا سید عطاء المحسن بخاری‘ مولانا مجاہد الحسینی‘ جناب عبدالغفور غفاری‘ صاحبزادہ طارق محمود‘ مولانا عبدالرحیم نیازی‘ جناب عمر فاروق‘ لفٹیننٹ (ریٹائرڈ) کرنل محمد عطاء اللہ‘ صاحبزادہ عبدالمالک‘ قاری عبدالسمیع کے مضامین بہت خصوصیت کے حامل ہیں۔ باب سوم سوانحی خاکہ اور معاشرتی سماجی سرگرمیوں کی تفصیلات پر مشتمل ہے۔ باب چہارم میں آپ کی سیاسی زندگی کے تمام گوشوں کو اجاگر کیا گیا ہے۔ باب ششم میں اولاد اور آپ کے رفقاء سفر کے تذکرہ پر مبنی ہے۔ باب ہفتم میں آپ کی شاعری کے گرانقدر اہم حصہ کو جمع کیا ہے۔

یوں سات ابواب پر مشتمل حضرت صوفی مرحوم کا مکمل سوانحی خاکہ وخدمات کا احاطہ اس میں کیا گیا ہے۔ حضرت مولانا صوفی صاحب مرحوم احرار رہنماؤں کے دل وجان سے قدردان تھے ان کی محبت خالصتاً ”لوجہ اللہ تھی۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری ؒ‘ خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی ؒ‘ مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھری ؒ‘ مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر ؒ‘ مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود صاحب ؒ‘ سے آپ کے مثالی تعلقات تھے۔ وہ سراپا احرار تھے مگر ملک کی تمام دینی تحریکوں اور مدارس عربیہ کی دل کھول کر امداد کیا کرتے تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ہر خورد وکلاں کے لئے دیدہ دل فرش راہ کئے ہوئے ہوتے تھے۔ چنیوٹ کی ختم نبوت کانفرنسوں میں بھرپور وفد لے کر تشریف لاتے۔ صدیق آباد مسلم کالونی (ربوہ) میں جب عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سالانہ آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس کی بنیاد ڈالی تو آپ ہمیشہ باقاعدگی سے اس میں شرکت فرماتے تھے۔ ایک آدھ اجلاس کی صدارت بھی ان کو پیش کی جاتی۔ جسے وہ سعادت سمجھ کر قبول فرماتے۔ اب ان کے صاحبزادوں‘ پوتوں اور نواسوں کا بھی یہی معمول ہے۔ حق تعالیٰ مرحوم کی مغفرت کرے۔ خوب آدمی تھے۔

اللہ رب العزت مصنف جناب غلام محمد نیازی کو جزائے خیر دیں کہ انہوں نے یہ کتاب لکھ کر مرحوم کی ذات گرامی کو بھرپور خراج تحسین پیش کیا۔ طباعت‘ کتابت‘ ٹائٹل جلد تمام ترخوبیوں کا خوبصورت گلدستہ یہ کتاب ہے۔ تحریک آزادی‘ و تحریک ختم نبوت کی تاریخ سے دلچسپی رکھنے والے قارئین کے لئے یہ کتاب بہترین تحفہ ہے۔ جس پر مصنف بجا طور پر شکریہ کے مستحق ہیں۔

(ادارہ)

کتب خانہ مملوکہ
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

اخلاص

وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۔ پ۸ ۔ اعراف ۳ ع

خدا کو پکارو اُس کے خالص فرمانبردار بن کر۔

اخلاص کے یہ معنی ہیں کہ جو کام کیا جائے صرف خدا کے لیے ہو۔ اس میں کسی دنیاوی غرض کا شائبہ تک نہ ہو۔ مثلاً کسی کے دکھانے یا شہرت یا کسی اور مقصد سے نہ کیا جائے۔ ورنہ آخری ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا ہے، اخلاص سے تھوڑا کام کرنا بہتر ہے۔ اس سے جو بہت ہو۔ مگر اخلاص سے خالی ہو۔

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ۔ پ۲۳ ۔ الزمر ۱ ع

اللہ کی عبادت خلوص سے کرو۔

غور سے دیکھا جائے تو ہمارے اکثر اعمال اخلاص سے دُور رہتے ہیں ۔ اسلاف اس کا بہت خیال رکھتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض حضرات تو نوافل بھی چھپ کر پڑھا کرتے تھے ۔ اس خیال سے کہ کہیں دل میں ریا کا گذر نہ ہو جائے ۔ مگر ریا کے خوف سے اعمال کا ترک کر دینا جائز نہیں۔

قادیانیت سے اسلام تک

ترتیب و تحقیق

محمد متین خالد

ایسے خوش نصیبوں کی ایمان پرور فکر انگیز اور الم ناک داستان

- جو گمراہی اور ضلالت کے تاریک و عمیق گڑھے میں ارتداد و جہالت کی زندگی گزار کر اسلام کے پر نور اور ابدی اجالے میں آ گئے۔
- جو گھر کے بھیدی کی حیثیت سے قادیانیت کے سربستہ رازوں سے پردہ اٹھاتے ہیں۔
- جس نے "جھوٹی نبوت" کے ایوانوں میں قیامت خیز زلزلہ بپا کر دیا۔
- جس کے مطالعے سے ہر قادیانی اپنی تقدیر بدل سکتا ہے۔

جو اعتراف کرتے ہیں کہ قادیانیت:

بے یقینیوں، مفروضوں، اندازوں، مجبوریوں، فریب کاریوں، دھوکہ دہیوں، دشنام طرازیوں، خوف و ہراس، تضاد و اضداد، اضطرابیت، بے سکونیت، الحاد و ضلالت، جہالت و وحشت، زندیقانہ، فحاشی و عریانی، قتل و غارت، غداری و تخریب، فتنہ و فساد، غدر و بغاوت، فسق و فجور، کبر و غرور، کفر و الحاد، ظلم و استبداد، نخوت و شقاوت، مصنوعی پارسائی، من گھڑت تاویلات، اسلام کی تذلیل و تکذیب، اسلام دشمن طاقتوں کا آلۂ کار، اور شرم و حیا سے عاری بدترین اخلاق باختہ جنسی سکینڈلز کا مذہب ہے۔

اظہارِ حق کی پاداش میں اِن "مظلوموں" پر مصائب کے وہ پہاڑ ٹوٹے، اگر وہ دنوں پر وارد ہوتے تو راتیں بن جاتیں۔

اپنی نوعیت کی منفرد کتاب، جس کا مطالعہ وقت کا مطالبہ ہے۔

آئیے، پڑھیے اور اپنے ایمان کی حفاظت کیجیے!

دیباچہ نگار

- حضرت مولانا اللہ وسایا ایڈیٹر ہفت روزہ ختم نبوت انٹرنیشنل
- جناب مسکین فیض الرحمان مرکزی امیر تحریک منہاج القرآن
- جناب حافظ شفیق الرحمن معروف کالم نگار روزنامہ "دن"
- جناب پروفیسر محمد ظفر عادل

کمپیوٹر کتابت • بہترین کاغذ • دیدہ زیب طباعت • مضبوط جلد • جدید ڈیزائننگ • چار رنگا انتہائی خوبصورت ٹائٹل • صفحات: 564

قیمت 200/ روپے • جماعتی کارکنوں کے لیے خصوصی رعایت قیمت صرف 100 روپے + 20 روپے ڈاک خرچ ...

مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور
فون 7237500

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
حضوری باغ روڈ ملتان
☎ 514122

صحن حرم کی کیفیت

حضرت اقدس سید انور حسین نفیس الحسینی دامت برکاتہم ۱۴۰۳ھ کو حج پر تشریف لے گئے۔ آپ نے یکم ذی الحجہ کو سید اظہار احمد گیلانی کے نام والا نامہ تحریر فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری خبر نہیں آتی

اب قلم کو جنبش ہوئی ہے تو صحن حرم کی کیفیت بھی سنئے۔ یہ نظم صحن حرم ہی میں لکھی۔ مدینہ منورہ میں آج آخری دن ہے کل نماز جمعہ کے بعد احرام حج باندھ کر رخصت ہوں گے۔ دعا کیجئے اللہ تعالیٰ قبول فرمائے بہت ڈر لگ رہا ہے۔

(احقر نفیس۔ مسجد خلیل نزد جنت البقیع باب العوالی مدینہ منورہ)

گورے آئے ہیں، کالے آئے ہیں
سب یہاں بخت والے آئے ہیں
صبح صادق کی طرح سے اوڑھے
نوری نوری دوشالے آئے ہیں
یہ کفن پوش، پیکر تسلیم
گردنیں اپنی ڈالے آئے ہیں
اپنا سب کچھ نثار کرنے کو
مصطفےٰ ﷺ کے جیالے آئے ہیں
چھاؤنی بن گیا ہے صحن حرم
عاشقوں کے رسالے آئے ہیں
اپنے گھروں سے دیوانے
بے خودی کے نکالے آئے ہیں
درجاناں پہ چھوڑ نے کے لئے
دل جلے لے کے چھالے آئے ہیں
اللہ اللہ جمال محمل دوست
تیرگی میں اجالے آئے ہیں
مالک الملک رحم تیرے حضور
تیری شفقت کے پالے آئے ہیں
چشم نادم برس رہی ہے نفیس
خشک ہونٹوں پہ نالے آئے ہیں

بچوں کا صفحہ

اشتیاق احمد

آٹھواں عجوبہ مرزا

مرزا کو یہ یاد نہیں رہتا تھا کہ وہ فلاں کتاب میں کیا بات لکھ آیا ہے.... اور موجودہ کتاب میں کیا لکھ گیا ہے.... نتیجہ یہ کہ اس سے زبردست قسم کی گڑبڑیں ہوئیں اور ہوتی کیوں نہ.... وہ تو تھا ہی گڑبڑ کی پیداوار.... اس طرح اس کی حساب میں کمزوری بھی ثابت ہے.... ایک میٹرک پاس طالب علم بھی حساب میں اتنی بڑی غلطیاں نہیں کر سکتا جتنی بڑی مرزا نے کیں.... ثبوت ملاحظہ ہوں۔

مرزا نے اپنی کتاب اعجاز احمدی صفحہ ۳ پر لکھا۔

(۱) اس وقت میری عمر (۱۸۹۶ء میں) ۶۴ برس کی ہے۔

پھر ضمیمہ حقیقت الوحی کے صفحہ ۵ پر لکھا۔

(۲) اس وقت میری عمر (۱۹۰۳ء میں) ۷۰ برس کی ہے۔

پھر ضمیمہ براہین احمدیہ پنجم میں لکھا۔

(۳) اس وقت میری عمر (۱۹۰۴ء میں) ۶۵ برس کی ہے۔

(۴) اس وقت (۱۹۰۵ء میں) میری عمر ۷۰ برس کے قریب ہے۔

پھر حقیقت الوحی کے صفحہ ۲۰۱ پر لکھا۔

(۵) اس وقت میری عمر (۱۹۰۷ء میں) ۶۸ برس کی ہے۔

اب ذرا غور کریں اور خوب ہنسیں.... (مرزا کی باتوں پر ہنسنا ثواب ہے) کہ اگر ۱۸۹۶ء میں عمر ۶۴ سال ہے تو ۱۹۰۴ء میں ۶۵ کیسے ہو گی۔ کیا آٹھ برس بعد مرزا کی عمر میں صرف ایک برس کا اضافہ ہوا تھا.... اگر ایسا ہوا تھا تو یہ پھر ایک عجوبہ بات ہو گئی.... اور مرزائیوں کو مرزا کو نبی نہیں، دنیا کا آٹھواں عجوبہ ماننا چاہیے.... پھر ۱۸۹۶ء میں عمر اگر ۶۴ برس ہے تو ۱۹۰۵ء میں ۷۰ کیسے ہو گئی.... ۷۳ ہونی چاہیے تھی.... اسی طرح اگر ۱۹۰۳ء میں عمر ۷۰ ہے تو ۱۹۰۵ء میں بھی ۷۰ کیسے ہو گئی.... کیا مرزا کی عمر کو بریک لگ گیا تھا.... اب اس سے بھی مزے کی بات ۱۹۰۳ء میں عمر اگر ۷۰ تھی تو ۱۹۰۷ء میں ۶۸ کیسے ہو گئی.... کیا مرزا کی عمر ریورس گیر لگا رہی تھی.... یعنی واپس ہو رہی تھی.... اگر ایسا ہے.... تب بھی مرزا دنیا کا آٹھواں عجوبہ تھا۔

مرزائی اگر ان شہادتوں کی بنیاد پر اسے دنیا کا آٹھواں عجوبہ مان لیں اور نبی ماننا چھوڑ دیں، تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا.... بلکہ خوشی ہی ہو گی۔ شکریہ

قربانی کی کھالیں عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت کو دیجئے

عالمی مجلس تحفّظ ختم نبوّت کا تعارف

- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملت اسلامیہ کی بین الاقوامی تبلیغی و اصلاحی تنظیم ہے۔
- یہ تنظیم ہر قسم کے سیاسی مناقشات سے علیحدہ ہے۔
- تبلیغ و اقامت دین خصوصاً عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اس کا طرۂ امتیاز ہے۔
- اندرون و بیرون ملک ۵۰ دفاتر و مراکز ۱۲ دینی مدارس ہمہ وقت مصروف عمل ہیں۔
- لاکھوں روپے کا لٹریچر اُردو، عربی، انگریزی میں چھاپ کر پوری دنیا میں مفت تقسیم کئے جاتے ہیں
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام دو جرائد ہفت روزہ ختم نبوت اور ماہنامہ لولاک شائع ہو رہے ہیں۔
- صدیق آباد (ربوہ) میں مجلس کی سرگرمیاں جاری ہیں اور وہاں دو مسجدیں اور دو مدرسے چل رہے ہیں۔
- عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دفتر میں دار المبلغین قائم ہے۔ جہاں علماء کو ردّ قادیانیت کا کورس کرایا جاتا ہے۔
- ملک بھر میں اہل اسلام اور قادیانیوں کے درمیان بہت سے مقدمات قائم ہیں۔ جن کی پیروی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کر رہی ہے۔
- ہر سال دنیا بھر میں عالمی مجلس کے مبلغین تبلیغ اسلام اور تردید قادیانیت کے سلسلے میں دورے پر رہتے ہیں۔
- اس سال بھی حسب سابق برطانیہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی اور امریکہ میں بھی متعدد کانفرنسیں منعقد کی گئیں۔ افریقہ کے ایک ملک مالی میں مجلس کے راہنماؤں کی کوششوں سے ۳۰ ہزار قادیانیوں نے اسلام قبول کیا۔

یہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کی نصرت اور آپ کے تعاون سے ہو رہا ہے۔

اِس کام میں مخیر دوستوں اور دردمندان ختم نبوت سے درخواست ہے کہ وہ قربانی کی کھالیں، زکوٰۃ، صدقات اور عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو دے کر اس کے بیت المال کو مضبوط کریں۔ جزاکم اللہ۔

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوّت حضوری باغ روڈ ملتان شہر فون ۵۱۴۱۲۲